رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم باتو گر آئی بجہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـہ

فہرست مضامین

نمبر ۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۱۰

سلک مروارید کا دوسرا حصہ شائع ہو گیا

الحکم کے ناظرین عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف اور اشاعت کے لئے مجبور کر رہے تھے مگر مین اپنی عدیم الفرصتی کہون یا سستی کیوجہ سے اب تک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اب توفیق ملنے پر مینے اسکو مکمل کرکے شائع کر دیا ہے مین اس کے مضامین کے لحاظ سے یہ جرأت سے کہہ سکتا ہون کہ یہ رسالہ انشاء اللہ اپنے پہلے حصہ کیطرح مفید اور موثر ہو گا۔ نہایت سلیس زبان مین مستورات کو اسلام کی سچائی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے آگاہ کیا گیا ہے اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کہولکر دکہلایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتین استعمال کرتی ہین اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بہولی بہالی عورتون کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ ہر گہر مین ہونا چاہیے اس کا مطالعہ نہ صرف عورتون بلکہ مردون کیلئے بہی بہت مفید ہو گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک دفتر الحکم قادیان سے ملے گی۔

اس کتاب کو کثرت کے ساتہہ شائع کرنا چاہئے۔

الحکم کے جدید خریدار بہم پہونچانے والے والنٹیر

یہ امر مسلم ہے کہ اخبار کی اشاعت کا دائرہ جسقدر وسیع ہو گا اسی قدر یہ زیادہ مفید اور کار آمد ہو سکیگا۔ اسکے لئے مختلف اوقات مین متعدد مرتبہ ناظرین الحکم کو متوجہ کیا گیا اور ایسی تحریکون پر کچہہ نہ کچہہ فائدہ بہی ہوا۔ لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر شخص اپنا فرض نہین سمجہتا کہ توسیع اشاعت کے لئے کام کرے اسلئے اگر الحکم کے ایک ہزار خریدارون مین سے ایک سو آدمی توسیع اشاعت کیلئے اپنا یہ عزم کر لین کہ وہ دس دس خریدار ضرور مہیا کرین گے تو بہت جلد ایک ہزار اشاعت مین ترقی ہو سکتی ہے پس مین ان سو والنٹیرون کی آواز سننے کا خواہشمند ہون جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہون مین ڈاکٹر علم الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کا نام بطور نظیر پیش کرتا ہون جنہون نے میری تحریک کے بدون چہہ خریدار الحکم کے لئے اور پانچ بدر کے لئے اور دو میگزین کیلئے بہیجے ہین اور لطف یہ کہ وہ سب غیر احمدی ہین۔ اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر بارسوخ اور اہل اثر لوگ سعی کرین تو کچہہ بات نہین مین ڈاکٹر صاحب کو باقی خریدار بہم پہونچانے کی تحریک کرتا ہون اور دوسرے احباب کو توجہ دلاتا ہون۔ اگر ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء تک یہ ایک ہزار جدید خریدار الحکم کے لئے پیدا ہو گئے تو انشاء اللہ العزیز اپریل ۱۹۰۶ء سے الحکم ہفتہ مین دو بار کر دیا جاویگا۔

(ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت مین نصیب اعدا ناساز رہی دوران سر کی شکایت تہی اب خدا کا شکر ہے طبیعت اچہی ہے اور آپ ۸ بجے کے قریب صبح کو باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہین آپکے اہل بیت اور متعلقین بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے ہین۔

(۲) بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل سے قابل شکرگذاری ہے۔

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان ہو چکے مڈل کا امتحان ہو رہا ہے سکول کا سال یکم فروری ۱۹۰۶ء کو شروع ہو گا۔ باہر سے طلبا آرہے ہین۔

تازہ الہامات

۱۵-جنوری ۱۹۰۶ء - تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد
۲۰-جنوری ۱۹۰۶ء کی سیر مین سنایا۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین وتری الارض یومئذ خامدۃ مصفرۃ

نماز جنازہ غائب پڑہی جاوے

منشی امام الدین صاحب گارڈ جہلمی کا انتقال ہو گیا احباب جنازہ غائب پڑہین مرحوم ایک مخلص احمدی تہے الحکم کے ساتہہ خاص محبت رکہتے تہے چہوٹے چہوٹے بچے یتیم رہ گئے ہین جنکو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس انتظامیہ نے مدرسہ مین داخل کر لینا منظور کر لیا ہے۔

درخواست دعا

بابو عبد الحق صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام جو کچہہ عرصہ سے ایک مقدمہ کی لپیٹ مین آئے ہوئے ہین جسکا ہنوز تصفیہ نہین ہوا۔ ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے۔
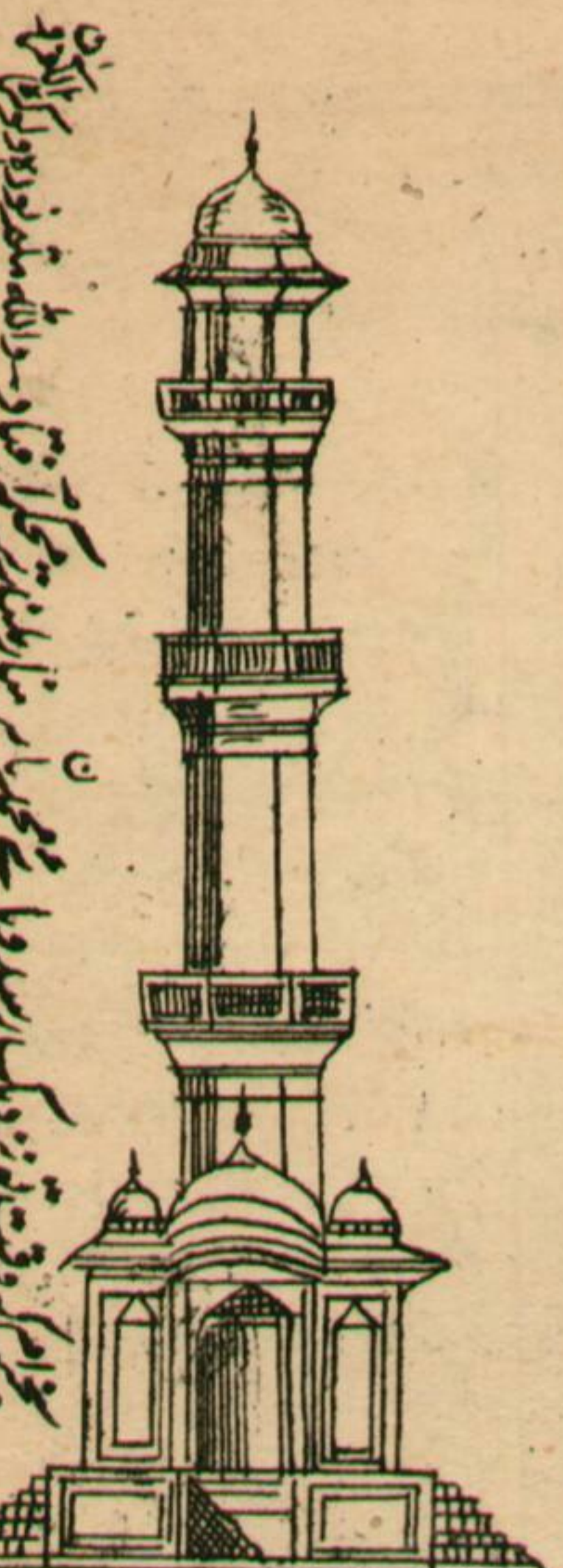
(کاتب مجید حسن عفی عنہ)

سودیشی تحریک اور مسلمان

مین عرصہ سے دیکھہ رہا ہون کہ تمام کانگریسی و آریہ اخبارات نیز وہ اخبارات جو ہندوؤن کے ہاتھہ مین ہین - ہمیشہ یہی زور دیتے رہتے ہین کہ سودیشی تحریک مین اہل اسلام بھی شریک ہو جائین - اس مضمون مین جو الفاظ مسلمانون کے جوش دلانے اور شامل کرنیکے واسطے استعمال ہوئے ہین - وہ ایسے ہین کہ ہر مسلمان کو جو ذرا بھی فہم رکھتا ہے - سخت صدمہ پہنچاتے ہین - ہر تحریر کے دیکھنے سے مسلمانون کے کل زخم از سر نو تازہ ہو جاتے ہین - ۱۸۵۷ء کی کارتوس کاٹنے کی بغاوت کے بانی کون ہوئے اور وبال کسپر پڑا - اُسوقت اگر اہل ہنود یا اہل بنگال یہ کہہ دیتے کہ اس کی نیو ہم نے ڈالی تو گورنمنٹ ان پر جو شوخن کو اپنا شریک کر لیا تہا - تو آج پہر خواہان امداد ہوتے - جس وقت اُردو اور ناگری کا مسئلہ زیر بحث تہا آپ لوگ کس کونے مین تہے - جو آپ نے یہ نہ کہا کہ ہندوستان کی زبان اُردو ہے - جسے غیر لوگ بھی مانتے ہین - اور جس سے کوئی غیر متعصب ہندوستانی انکار نہین کر سکتا دیسی تجارت اور ترقی صنعت و حرفت کیواسطے خود لارڈ کرزن نے توجہ دلائی تہی - تقسیم بنگال سے اور اس سے کیا سروکار تہا - جو تقسیم بنگال کی ناراضی پر یہ تحریک قایم کی گئی - ہر ایک بادشاہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ملک کے جس قدر صوبے یا ضلعے چاہے قرار دے - اگر لارڈ کرزن نے ایسا کیا - تو مسلمانون کے نزدیک کچھہ بیجا نہ کیا کچھہ انہون نے ہندوستان کی زمین کو اٹھا کر ولایت نہ بہیجدیا - جسپر یہہ غل و فش کیجاتی ہے - جسوقت آگرہ و اودہ کا الحاق کر کے ممالک متحدہ نام قرار دیا گیا تہا - اُس وقت بنگالیون نے کیون مزاحمت نہ کی - جواب اسقدر جامہ سے باہر ہو رہے ہین - اور تمام ہندوستان کو اور اہل اسلام کو اپنا شریک کرنا چاہتے ہین - مسلمان تقسیم بنگال کی ناراضی پر سودیشی تحریک کے پابند ہونے کو بغاوت سے کم نہین خیال کرتے - اور نہ کوئی ذی فہم اس سے منکر ہو سکتا ہے مسلمانون کے مذہب مین بادشاہ ظل خدا ہے اور حکام علی قدر مراتب واجب تعظیم - وہ بادشاہ کے جایز حکم سے انحراف کرنا پسند نہین کرتے - اگر ہمیشہ دشمن اسلام شور مچایا کرینگے - کوئی سمجھدار مسلمان اس مین شریک نہ ہوگا - سودیشی تحریک کی جو اس قدر حسن سوزی دکہائی جا رہی ہے یہ بھی قابل غور ہے جس وقت ہندوستان مین بھی مثل دیگر اقالیم کے کارخانے قایم ہو جائینگے - تو جتنا روپیہ کارخانون مین صرف ہوگا - وہ وصول بھی نہ ہونے پائیگا کہ مال ہندوستان کے خرچ سے فاضل بچ رہے گا جیسا کہ اور ممالک کا حال ہے پہر خیال کرنا چاہئے کہ وہ مال اور روپیہ کہان جائیگا - جب ہم سوائے ہند کے دیگر ممالک کا مال خرید نکرینگے - تو ہمارا مال کون خریدے گا - مین خود تجارت کا حامی ہون لیکن نہ اس طرح -

ہم خود اس بات کو قبول کرتے ہین کہ اکثر اہل اسلام مفلس قلاش ہو رہے ہین - لیکن اون کی ترقی کے واسطے صرف یہی ذریعہ نہین ہے کہ وہ سودیشی تحریک مین شامل ہو جائین - بلکہ دیگر ذرایع بھی ہین - مسلمانون کی یہ حالت جس قوم کی وجہ سے پہنچی ہے وہ پوشیدہ نہین - مسلمانون سے جس نے سود کہایا - مسلمانون کی جائدادون پر جس نے نظر بد ڈالی مسلمانون کے تنزل کے جو بانی ہوئے - مسلمانون کی تجارت کو جس نے نقصان پہونچایا - مسلمانون کی ترقی سے جس کو رشک پیدا ہوا - اُسے اہل اسلام کبھی فراموش نہین کر سکتے - خواہ اُن کو کوئی لاکہہ سبز باغ دکہلائے ہم اس تحریر کے اوسوقت قائل ہوتے کہ جب اس سے پیشتر کسی عمدہ اور مفید کام مین مسلمانون کو برابر حصہ دیا گیا ہوتا - یا اُن کو ہمارے ہمدرد بننے والے اخبارون نے اپنا شریک کیا ہوتا -

مسلمان بیشک کثیر تعداد سے غیر ممالک مین تعلیم کی غرض سے جا کر صنعتی تعلیم حاصل کر سکتے ہین - لیکن اس سے قبل یا آج تک کتنے مسلمانون کو ہندوؤن نے دیگر ممالک مین تعلیم کی غرض سے بہیجا - جواب بہیجین گے - یہ بھی ایک سبز باغ ہے جو مسلمانون کو اپنا بنانے یا اپنی رائے مین شریک کرنے کے لئے دکہلایا جاتا ہے کہ دیگر ممالک مین تم ہی تعلیم کو جا سکتے ہو - مسلمانون کی قوم جسوقت تجارت کی جانب متوجہ ہوگی - اُس وقت وہ اس کام کو اچھی طرح پر کر سکتی ہے اور جسوقت وہ کارخانے قایم کرنا چاہین گے کر سکتے ہین - سودیشی تحریک مین شرکت کی اہل اسلام کو ضرورت نہین - ہندوستانیون کو انگلینڈ کا شکر گذار ہونا چاہئے - کہ جسقدر ترقی کے راستے ہین وہ سب انگریزون نے بتائے اور وہ ہر وقت ہندوستانیون کو تعلیم دینے کے لئے طیار ہین - اہل انگلینڈ سے انحراف کرنا ناشکری ہے - ہندوستان کو ہر وقت و ہر ساعت انگلینڈ کا مداح و حامی رہنا چاہئے اور اپنی ضروریات کو اُس سے پورا کرنا چاہئے اور ہر ایک تعلیم و پیشہ مین سبق حاصل کرنا چاہئے جس کے لئے وہ ہر ساعت و ہر لحظ تیار ہے - دنیا کی اقوام مین مسلمانون کے اگر دوست ہین تو عیسائی - عیسائیون اور مسلمانون کی طرز معاشرت مین سوائے ایک پردہ کے بہت کم فرق ہے - اور یہ فرق باہمی میل جول مین کسی وقت حارج نہین ہو سکتا -

اس مضمون مین ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ بنگال مین جو ہندو اور مسلمانون کے باہمی تنازعات ہوئے ہین - اون کو دہقانیون کے فسادات سے تعبیر کر کے اُنپر کچھہ خیال نکرنے کی جانب توجہ دلائی ہے - مین افسوس کرتا ہون - کہ جسوقت وہ باہمی تنازعات ہوئے یا ہو رہے تہے - آپ کہان تہے آپ نے کیون نہ اون کا انسداد کیا جو آج آپ درگزر کرنے کو تحریر کرتے ہین - آپ کو اگر ملکی خیالات تہے - تو اُسیوقت درمیان مین آ کر اون کا فیصلہ کرا دینا تہا تاکہ یا تو یہ نوبت ہی نہ پہونچتی - اور اگر پہونچتی بھی - تو مفت روپیہ مقدمہ بازی مین نہ ضایع ہوتا - بنگال تو بنگال ہے کل ہند مین شبانہ روز یہی کارروائیان نظر آیا کرتی ہین - جس کے بانی یہی ہمدرد ہوتے ہین - جو آج مسلمانون کو اپنے ساتھہ شامل کرنا چاہتے ہین - یہی سودیشی تحریک ہے - جو مسلمانون کے زمانہ مین چلی تہی - اور جسکے آجتک اہل اسلام کے مقابلہ مین ہنود پابند ہین ہندو اور مسلمان ایک دوسری کی زد اقوام تہین - جس کے باعث انہون نے یہ کر لیا تہا - لیکن عیسائی اور اہل اسلام زد اقوام نہین - ان کا تفاوت بہت ہی کم ہے - یہہ کبھی اس قسم کی خام خیالی نہین کر سکتے کیونکہ ان کا کہانا پینا - شادی - بیاہ ایک ہے - اور ان کے پیغمبر حضرت عیسےٰ تک ایک ہی چلے آئے ہین - برخلاف ازین ہندوؤن نے آجتک مسلمانون کو اپنے کسی جلسہ یا اپنی کسی سوسائٹی مین حصہ ندیا - گو مسلمان ہر وقت اس کے لئے آمادہ رہے - امید ہے کہ مسلمان کبھی ان بہرون مین نہ آئین گے اور کسیوقت بادشاہ وقت کی مخالفت پر آمادہ نہونگے - خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی - یا ہندو -

راقم

سیّد وصی حیدر سندیلوی

(از پیسہ)

عید الضحیٰ آ رہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب قریب آ رہی ہے - احمدی جماعتین جہان جہان ہین مستعد ہو جائین تاکہ عید فنڈ جمع کرین اور قربانی کی کہالون کو یکجا کر کے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین فنڈ مین بہیجدین مینے پچھلے موقع پر بھی عرض کیا تہا اب پہر گذارش کرتا ہون کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے - اگر پوری مستعدی کے ساتھہ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بھی وصول ہو تو بھی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہو سکتا ہے - کیا ہمارے احباب کوشش نکرینگے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے - مین امید کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تائید پا کر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کر دیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے - اور اگر عید فنڈ مین اس قدر روپیہ جمع کر کے انہون نے بہیجا تو پہر مدرسہ کی مینجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتون پر اس رقم کو تقسیم کر کے یکدم وصول کر لے - مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار - جماعت ضلع لاہور دو ہزار - جماعت ضلع لودہانہ ایک ہزار - جماعت ضلع جہلم - ایک ہزار - جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندہر و ہوشیارپور پانچسو جماعت ضلع گوجرانوالہ پانچسو - جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو - جماعت ضلع امرتسر ایک ہزار - جماعت ریاست کپورتہلہ پانچسو - جماعت ڈیرہ جات اڑہائی سو - جماعت ضلع ملتان اڑہائی سو ضلع منٹگمری اڑہائی سو - ضلع لائل پور اڑہائی سو - ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار میرٹھہ - مظفر نگر - دہلی وغیرہ پانچسو - متفرقات ایک ہزار ضلع گورداسپور پانچسو - اس فہرست مین حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتون کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی اور شاخ دینیات کیلئے جسقدر روپیہ بکار ہوگا - وہ بھی اسیطرح تقسیم کر کے وصول کر لیا جاوے گا - آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلین گے اور جب ایک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پہر جطرح بھی چاہین اس سے وصول کیا جاوے - ساتھہ ہی اس امر کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بھی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے - اسلئے مناسب سمجہا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنائی جاوے جسکے واسطے ہزارون ہی روپیہ کی ضرورت پڑے گی اور ہمین اپنے رب کریم پر بہروسہ ہے کہ وہ اس کام مین ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہ خزائن السمٰوٰت والارض

الخطاب الملیح پر ریویو

کل شام مخدومنا مولانا حکیم احمد اللہ خان صاحب نے مجکو دو جزو کا ایک رسالہ مطالعہ کے لئے دیا جو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے کرم خان نامی ایک شخص کی تحریک پر ترتیب دیا ہے اور نام اوس کا الخطاب الملیح فی تحقیق المھدی والمسیح رکھا ہے میںنے بالاستیعاب اس رسالہ کو مطالعہ کیا اور محرک و مصنف کی حالت پر افسوس ہوا - یہ رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے بزرگان دین میں سے کوئی صاحب اپنے اوقات گرامی کو اس کے جواب لکھنے میں صرف فرمائیں اور نہ اس رسالہ کا زہریلہ اثر کچھ زیادہ قوی اور موثر معلوم ہوتا ہے تاہم چند ناواقفوں اور سادہ لوحوں کو دہوکہ میں ڈالدینے کی قابل ہے مجھکو نہ تو اتنی لیاقت نہ اسقدر فرصت کہ اس کے ایک ایک لفظ کا جواب قولہٗ اور اقول کی سرخیوں سے تحریر کروں - جی چاہا کہ جسطرح ایک کتاب کا مختصر محققانہ ریویو کسی منصف مزاج کی طرف سے لکھا جاسکتا ہے اسطرح مختصراً اس رسالہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کر کے مولانا حکیم صاحب قبلہ کیخدمت میں پیش کردوں - وھوھذا

اس رسالہ کی تصنیف کا محرک ایک شخص کرم خان ہے جو نہایت گستاخ شخص معلوم ہوتا ہے - مولوی اشرف علی صاحب بیچارے بہت ہی معمولی لیاقت کے نیم ملا معلوم ہوتے ہیں اسلئے کہ نصوص قرآنیہ کی تاویل اور تاویل اور احادیث نبوی سے استدلال کرنے میں وہ جسطرح عقل و علم سے کام نہیں لے سکے اسیطرح منطق اور فلسفہ سے بالکل معرا معلوم ہوتے ہیں - لفظ ربوہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسکی تفسیر دمشق یا فلسطین غرض ملک شام کے سوا کشمیر سے کرنے کی کوئی دلیل نہیں (دلیل خیر سے اپنے اثبات مدعا میں آپ نے بھی نہیں لکھی) اس عبارت کو پڑھکر اور حضرت اقدس علیہ السلام کی توجیہات کو دیکھکر جو دوسری اپنی تصانیف میں حضرت ع نے تحریر فرمائی ہیں - بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی سادہ لوحی پر رحم آتا ہے ایک جگہ مجبور ہوکر فرماتے ہیں کہ " اگر ترتیب ذکری کی ساتھہ ترتیب وقوعی بھی مان لیجائے تب بھی منکر رفع کو مفید نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تھوڑی دیر کے لئے آپ کو وفات دیگئی ہو اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے ہوں " صفحہ ۹ میں مولویصاحب فرماتے ہیں " آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتھہ بلاشک جا سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اوس سے پوچھنا چاہئے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہئے کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے کونسی دلیل شرعی اسکا انکار کررہی ہے - انشاء اللہ تعالٰے قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہوسکیگی " مولوی اشرف علی صاحب کی یہ بہادری قابل توجہ ہے کہ قیامت تک کوئی دلیل قایم نہ ہوسکے گی - خیر سے خود ہیئت و طبعی وغیرہ سے قطعی نابلد ہیں ورنہ ایک اسکول کا معمولی طالب علم جو علم طبعیات کی ابتدائی کتاب پڑہتا ہے وہ بھی اس کو محال عقلی ثابت کرسکتا ہے مگر ہمارے ناواقف مولانا فرماتے ہیں کہ قیامت تک دلیل قایم نہ ہوسکیگی - ایسے ہی ایسے شخصوں کو دین کا پیشوا بنا کر ہمنے اسلام کو ضعیف کیا - مولوی اشرف علی صاحب نے اصلاح الرسوم حق السماع - اصلاح ترجمۂ نذیریہ - فتاواۓ اشرفیہ وغیرہ بیسیوں کتابیں تصنیف کرڈالیں - مگر کوئی یہ تو پوچھے کہ تکفیر بازی اور آپسمیں ایک دوسرے پر غرّانے کے سوا مولوی صاحب نے آریوں عیسائیوں وغیرہ کے مقابلہ میں کون کون سے کارنامے دکھلائے ہیں - کفر کے فتوے دینا تو مولویوں کو خوب آتا ہے - مگر علم و عقل سے کام لینا نہیں جانتے - بھلا غیر مذاہب والے مولانا کے اس بیان کو دیکھکر کیا کہتے ہیں اور اسلام کے علماء کی کیا وقعت اون کے دلوں میں پیدا ہوتی ہوگی - مولوی صاحب پہلے چند طبعیات کے رسالے پڑھ لیتے اور علم الہوا اور علم الحرارت اور ہیئت کے ابتدائی اصولوں اور سیارگان کے مجمل حالات سے اوّل واقفیت بہم پہونچا لیتے تو اون کو محال عقلی ہونے کی دلیل قیامت سے پہلے خود ہی ملجاتی - صفحہ ۱۰ پر جو مولویصاحب نے جواب ۸ لکھا ہے اوس سے وہ اپنے مطلب کو تو ثابت نہ کرسکے مگر ہاں یہ امر بخوبی ثابت فرما دیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آنا ممکن ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو اور یہ ہمارے مفید مدعا ہے - مولویصاحب نے اسبات کے جواب میں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر کیا کرتے ہونگے فرمایا ہے کہ اللہ تعالٰی جنت سے میوے بھجوا دیتا ہے -

صفحہ ۱۲ پر ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے متعلق مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ قیامت میں مُردوں کو زندہ کرنا تو سب سے بڑھکر سنت اللہ کی تبدیل ہے اور پھر تمام صفحہ میں اس کے متعلق جو کچھہ لکھا ہے نہایت ہی رکیک اور لچر ہے - حدیث لا مھدی الا عیسٰی کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ کمال تشابہ کے لئے ہے اور ثبوت میں یہ شعر جو شاید خسرو کا ہے لکھتے ہیں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مگر لطف یہ ہے کہ یہ شعر بالکل ہمارے مدعا کو ثابت کرتا ہے - حضرت الیاس ع کے نزول کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو مولویصاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ ہمارا مدار استدلال نہیں اسلئے کچھہ حاجت بیان نہیں - سبحان اللہ - کیا دین کے علماء ایسے ہی دیانتدار ہوتے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اپنے حریف کو ساکت کردیں چاہے احقاق حق نہ ہوسکے - دارقطنی والی - کسوف و خسوف کی حدیث کا جب کوئی جواب مولویصاحب سے نہ بن پڑا تو فرمانے لگے کہ یہ کسوف و خسوف جو واقع ہوچکا قاعدۂ ہیئت کے موافق ہوا اور وہ کسوف و خسوف جسکی خبر دیگئی ہے قاعدۂ ہیئت کے خلاف ہوگا - مولوی صاحب محال عقلی کو تو کچھہ چیز ہی نہیں سمجھتے چنانچہ یہاں محال عقلی کا ذکر تک بھی نہیں کیا - مگر میں کہتا ہوں کہ پھر اس خلاف قاعدہ ہیئت کسوف و خسوف کے بعد ایمان بالغیب بھی رہے گا یا نہیں؟ احادیث متعلق اعمال میں بمقابلہ احادیث متعلق عقائد کے احتمالات کو کیوں زیادہ دخل نہیں دے سکتے اس موٹی سی بات سے بھی مولویصاحب ناواقف ہیں حالانکہ اس کو ایک جاہل آدمی بھی سمجھنا چاہے تو بخوبی سمجھہ سکتا ہے - مولویصاحب فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر نبوۃ (مامور من اللہ ہونے) کا دعوٰے کرے اور وہ اس دعوی میں جھوٹا ہو تو اوسوقت وہ ہلاک کیا جائیگا جبکہ خلق کے گمراہ ہونے کا احتمال ہو ورنہ نہیں - مگر مولوی صاحب کو یہ خبر نہیں کہ چار لاکھہ خدا کے نیک بندے - جنمیں بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ محدث - مفسر - متکلم - صوفی وغیرہ شامل ہیں حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم کرچکے ہیں اور آئندہ اس سلسلہ کو روز افزوں ترقی ہے - مولویصاحب کے خیال میں ابھی تک لوگوں کے گمراہ (بزعم مولویصاحب) ہونے کا اندیشہ ہی نہیں - اگر مثال میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مانند کوئی دوسرا مدعی بتا دیتے کہ اوس نے اسیقدر عرصہ تک کامیابی کے ساتھہ اپنے مشن کو ترقی دی ہو تو اچھا تہا - مگر ایک مولوی صاحب کیا اگر ساری دنیا کے آدمی بھی ملکر کوئی ایسی مثال تلاش کرنا چاہینگے تو نہ ملے گی - سب سے زیادہ توجہ کی قابل بات اس رسالہ میں یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے سوائے چند مجروح و موضوع احادیث کے اپنے مدعا کے اثبات میں صحیح بخاری یعنی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی ایک حدیث بھی قسم کھانے کو بیان نہیں فرمائی اور مولویصاحب کیا کسی دوسرے کو بھی صحیح بخاری سے ایسے لغو عقیدہ کے متعلق کوئی ثبوت دستیاب نہیں ہوسکتا کیونکہ امام بخاری تو ہمارے امام علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور آپ کو اپنے دعاوی میں صادق سمجھنے والے ہیں -

فالحمد للہ

راقم

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی ۱۶ ؍ دسمبر ۱۹۰۵ء

مراسلت

جناب مولوی صاحب! والسلام علٰی من اتبع الھدٰی کا جواب میری جانب سے بھی والسلام علی من اتبع الھدی عرض ہے مجکو سفر سے واپس آئے ہوئے بھی کئی روز گذر گئے مگر ایک عرصہ کے بعد آج ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ آپکی وہ تحریر جو آپ نے میرے ریویو پر لکھی ہے میری نظر سے گذری اور میں فوراً مودبانہ یہ عریضہ لکھہ رہا ہوں - جنابنے ارقام فرمایا ہے کہ مجھکو ایسی تحریر دکھانا سخت ناانصافی اور ظلم ہے میں حیران ہوں کہ جناب کو کوئی محققانہ تحریر بغرض احقاق حق دکھانا ظلم کیوں ہے (درانحالیکہ جناب مولوی اور دین کے عالم بھی مشہور ہیں) تعجب ہے اور حیرت! پھر آپ مجھہ کو کوسنے دیتے ہیں اور فرماتے ہیں - میرے دل کو تمنے بلاوجہ ستایا اللہ تعالٰے تمکو اس کا بدلہ دیوے اگر جناب کا دل اسقدر جلد دکھنے والا ہے کہ کسی کی حق بات کو بھی آپ نہیں سن سکتے تو وہ گستاخانہ کتاب غریب خانہ پر خود تشریف لاکر مجھکو اوسکے بغور مطالعہ کا کیوں ارشاد ہوا تھا میںنے تو صرف جناب کے ارشاد کے موافق اوسکو بغور دیکھا اور بغور دیکھنے کے بعد اپنی محققانہ رائے نہایت ادب اور کمال تہذیب کے ساتھہ لکھکر جناب کی خدمت میں پیش کی تھی کہ جناب کو اطمینان حاصل ہوجائے گا میںنے اوسکو حسب الارشاد بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے باقی وہ کتاب تو اسکی مستحق ہے کہ میں اوس کے محرک و مصنف کو او نہیں سوقیانہ

وعامیانہ الفاظ مین یاد کرتا جن الفاظ مین آپ نے میرے مقتدا و پیشوا کو یاد کیا ہے مگر چونکہ میرا ریویو اور آپکی یہ تحریر انشاء اللہ تعالےٰ شائع ہوکر آپ کی اور سب کی نظر سے گذرے گی اس لئے ناظرین خود اندازہ کرلینگے کہ مینے کیا عرض کیا تہا اور آپ نے جواباً کیا فرمایا - آگے آپ فرماتے ہین مین اب آپ کے اوس پیر مغان کو کچہہ کہنے کا ضرور مستحق ہوگیا بیشک وہ عقلاً و نقلاً ہر طرح سے قابل تکفیر اور قابل لعنت ہے - مجہکو شرم آتی ہے کہ مین ایسے رندانہ اوباشانہ الفاظ کا کیا جواب دون - آپ کی شان کو لوگ اس سے بہت اعلےٰ وارفع سمجہتے کہ آپ کے مُنہ سے ایسے الفاظ نکلین مگر سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

خدا کی قسم مین آپ کی نقل و عقل کے اُن دلائل کو سننے کا بڑا مشتاق ہون - مولانا! کوسنا اور گالیان دینا عالمون کے لئے کوئی فخر کی بات نہین بلکہ قابل شرم بات ہے - ذرا اپنے علم وفضل کے بہی تو کچہہ جوہر دکہائیے - کیا اچہا شعر ہے کہ ؎

حرا یہ طرفہ ہے مضمون تو دستیاب نہین
مقابلہ پہ چڑہاتے ہین آستینون کو

آگے آپ نے اس سے بہی زیادہ جوش مین آکر اوس خدا کے برگزیدہ کو کافر بے پیر اور نعوذ باللہ کیا کیا کچہہ کہہ ڈالا ہے - مجہکو ضرورت نہین کہ ایسے ہفوات کا جواب لکہون آپ کو معلوم ہے کہ جناب مرزا صاحب میرے مرشد ہین اور مرشد کا رتبہ باپ سے بہی بڑہکر ہوتا ہے لہذا آپ اگر یہ گالیان میرے باپ کو دیتے تو شاید اتنا زیادہ ناگوار نہ ہوتا خیال توکیجئے اگر کوئی آپ کے مرشد کو نہین بلکہ صرف آپکے والد بزرگوار ہی کو کافر بے پیر وغیرہ الفاظ سے یاد کرے اور قابل لعنت کہے تو آپ کا دل کیا کہے - مینے تو نہ آپ کی ذات پر پہلے حملہ کیا تہا نہ اب جائز سمجہتا ہون ایک قول جو پیش نظر تہا اوسی کے متعلق منصفانہ تنقید تہی - حیرت ہے کہ آپ اسقدر گالی اور کوسنے پر کیون اُتر پڑے جاننے والے جان لینگے اور سمجہنے والے سمجہہ لینگے کہ آجکل ہمارے دین کے ہادیون یعنی مولویون کے اخلاق کس درجہ پر ہین اور وہ اپنے جذبات نفسانی پر قابو پاکر کہانتک ضبط و تحمل سے کام لے سکتے ہین پہر آپ تحریر فرماتے ہین کہ مینے تو وہ رسالہ بنظر ہمدردی

دیا تہا نہ ایسے لغویات تحریر کرنیکے لئے وہ مولوی اشرف علی میرے چشم دید ہر علم مروجہ کا سند یافتہ آپ اپنی زبان سے بوجہ ناواقفیت نیم ملا تحریر فرماتے ہین بقول شخصے چہوٹا منہ بڑی بات اجی جناب مولویصاحب آپ سنئے تو سہی وہ رسالہ بنظر ہمدردی دیا تہا یعنی یہ کہ مین اوسکو دیکہکر اپنے عقائد سے رجوع کرلون مگر جب اوس رسالہ کی تحریر اور طریق استدلال مین مجہکو چند خامیان نظر آئین اور مینے وہ آپ کی خدمت مین نہایت مودبانہ طور سے پیش کین تو آپ کی ہمدردی کے تو یہ معنی تہے کہ آپ میرے شکوک رفع کرتے اور مجہکو میری غلطیون سے آگاہ کرتے نہ یہ کہ آپ مجہکو اور میرے امام کو گالیان اور کوسنے دینے لگے ذرا آپ ہی دل مین غور کیجئے کہ کیا یہ بات آپ کی ہمدردی اور آپ کی مولویانہ شان کے شایان تہی؟ - چونکہ وہ تقریظ مجہہ خاکسار کی لکہی ہوئی تہی اسلئے اوسکو لغویات کا خطاب دینا مجہکو گران نہین گذرتا مگر مین حیران ہون کہ آپ کی اس تحریر کو منصف مزاج لوگ دیکہکر کیا خطاب عطا کرینگے - رہے مولوی اشرفعلی آپ اونکی تعریف و توصیف مین کیون اسقدر رطب اللسانی فرماتے ہین مین اون کی تصانیف کے ذریعہ سے آپ سے زیادہ اون سے واقف ہون اور آپ کا اون کی لیاقتون کو چشم دید بیان کرنا یا سند یافتہ ہونے سے اون کی شان بڑہانا کچہہ غیر ضروری سی بات ہے - سورۂ جمعہ مین خدا تعالےٰ نے گمراہ عالمون یعنی حاملان اسفار کو جس نام سے یاد کیا ہے آپ جانتے ہین - بہت سی کتابین پڑہنا اور بہت سی زبانین جاننا اور بات ہے اور دین کی سمجہہ اچہی ہونا اور بات ہے سب سے آخری فقرہ آپ کا یہ ہے

"یہ جو کچہہ ہمنے لکہا فقط تمہاری گستاخانہ تحریر کا نتیجہ ہے"

بہت اچہا آپ نے خوب لکہا اور مینے اس سے بہت سے سبق حاصل کرلئے - اب میری ایک خاص گذارش ہے اور وہ یہ کہ آپ میرے بزرگ ہین - آپ عالم ہین - آپ کو مجہہ سے ہمدردی ہے اور ہونی چاہئے - لہذا اب آپ میرے شکوک و اعتراضات کو رفع فرمادیجئے مین آپ کو خدا کے عظمت و جلال کی قسم دیتا ہون کہ آپ ایک گرتے ہوئے کو (بزعم اپنے) سنبہالئے اور ہرگز دریغ نہ فرمائیے ورنہ یہ آپ کا علم وفضل کام کسدن آئیگا - اگر مین بالمواجہ اپنے اعتراضات پیش کرون اور آپ سے جواب سنون تو یہ ڈر ہے کہ آپ کو جب

آپ کا طیش روزانہ ہر کہہ ومہ کے سامنے اور اکثر اہل محلہ و ہمنشینون کے روبرو مجہکو کیا میرے مقتدا و پیشوا کو گالیان دلاتا رہتا ہے تو میرے روبرو تو وہ طیش شاید اور بہی کسیقدر بڑہہ ہی جائیگا - مین چونکہ انسان ہون اور انسانی ہون اور انسانی کمزوریان مجہہ مین موجود ہین لہذا مین یہ عرض کرتا ہون کہ آپ اپنے اس تبرہ بازی کے شغل کو بجائے خود جاری رکہین مجہکو اس سے کچہہ غرض نہین (بلکہ آپکی اس قسم کی درشت گوئی کا نتیجہ بہت مفید پیدا ہوتا جاتا ہے) اب وفات مسیح یا رفع الی اللہ (رفع الی السماء نہین) یا جہاد (جس کی منسوخیت سے آپ کو سخت صدمہ ہے اور اکثر لوگون سی اسکے متعلق آپ نے فرمایا ہے) یا اور جس متنازعہ مسئلہ کے متعلق آپ مناسب سمجہین ہم دونون افہام تفہیم بذریعہ تحریر کرلین اور یہ تحریری مباحثہ جب تک خدا کو منظور ہو جاری رہے یہانتک کہ ہم مین کوئی ایک اپنی غلطی سے آگاہ ہوجائے - میری طرف سے یہ رعایت آپکی نذر ہے کہ آپ جواب دینے کے لئے اپنے مولوی اشرفعلی اور دیگر مولویون سے بہی بذریعہ خطوط امداد لیا کیجئے اور اس لئے میری تحریر کا جواب زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ تک آپ کے پاس سے میرے پاس آنا چاہئے - اور آپ کی تحریر کا جواب مین زیادہ سے زیادہ دس روز بلکہ اس سے بہی کم یعنی ایک ہفتہ مین آپ کے پاس بہجوا دیا کرونگا حالانکہ آپ آزاد اور مین بوجہ ملازمت پابند اور عدیم الفرصت ہون - طرفین کی تحریرون کو بلا تحریف و تبدیل بجنسہٖ کسی اخبار مین سلسلہ وار چہپوانے کے آپ بہی مجاز ہین اور مین بہی - مین اسبات کا وعدہ کرتا ہون کہ میری جانب سے کوئی ہٹ دہرمی یا ضد یا کج بحثی یا بدتہذیبی انشاء اللہ آپ نہ دیکہین گے - اور اسیطرح آپ کو بہی خیال ہونا چاہئے - اس مباحثہ سے آپ کے علم وفضل اور اعلےٰ قابلیتون سے بہی بہت سے لوگون کو واقفیت ہوجائیگی اور آپ کو ثواب کی بہی امید ہوگی کیونکہ آپ اپنے ایک بہائی کو اپنا ہمخیال بنانے کی کوشش کرینگے - مین سوائے مذہبی معاملہ کے دنیوی تعلقات و مراسم کے اعتبار سے آپ کو اپنا بزرگ سمجہتا ہون اور آئندہ بہی انشاء اللہ تعالےٰ آپ مجہکو نہایت مودب پائینگے - بشرطیکہ مذہبی معاملہ یا مذہبی تذکرہ نہ ہو - بذریعہ تحریر آپ کو اپنی تحقیق ظاہر کرنے اور میرے

خیالات سے مطلع ہونیکے لئے میرے نزدیک کوئی امر مانع نہین ہے اگر منظور ہو تو مجہکو مطلع فرمائیے کہ ابتدائی چند ضروری اصول مباحثہ مقرر کرکے خدمتمین حاضر کرون - فقط

الملتمس

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء

یادگار کریمی

یادگار کریمی کے لئے احمدی کب تک پسند کرینگے کہ اس وظیفہ کو رٹا جاوے شاید انکے نزدیک یادگار کریمی کا یہی بہترین ذریعہ ہوگا کہ کم وبیش ہر اخبار مین یادگار کریمی کے لئے تحریک کرتے رہین یہ دن کام کرنے کے ہین - ؏ شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

ایک ہی مطلب اور مقصد کے لئے بار بار کہلوانا شاید نامناسب امر ہوگا اس قوم کے لئے جو اپنے جان و مال خدا کے سپرد کرچکی ہو - مولانا مرحوم کی وفات پر تین مہینے سے زاید عرصہ گذر گیا اور ابہی تک یادگار کریمی کا سوال جہان تہا وہین موجود ہے - آپ خوب یاد رکہین کہ زندہ جاوید شخص مر نہین سکتا - اسکی یادگار مٹ نہین سکتی - وہ سلسلہ کی تاریخ مین اپنی زندگی کے وقت اور ایثار کا سنہری صفحہ چہوڑ کر گیا ہے؟ قوم کی خدمت مین وہ مرمٹا ہے کیا قوم کے لئے یہی سزاوار ہے کہ اسکی موت سے کوئی سبق نہ لے؟ آج بے شک چندون کی بہرمار اور بوجہ سے تم دبے جاتے ہو لیکن کیا یہ تمہین معلوم نہین کہ اگر آج ایک پیسہ خرچ کروگے تو وہ بعد کے کئی لاکہہ سے بہی گران قیمت ہوگا - اسلئے کہ خدا کا موعود اور مرسل تم مین موجود ہے - یہہ یقینی امر ہے کہ قومون کا رجوع اسکی طرف ہوگا - اور زمین اپنے خزانے اگل دیگی - اور خدا کا سلسلہ تمہاری مالی نصرتون سے بے نیاز ہوجائے گا - اسوقت تمہین موقع ہی نہ ملیگا کہ خرچ کرسکو - مین زمانہ کے عرفی الفاظ سے تم مین کوئی تحریک پیدا کرنیکی حاجت نہین سمجہتا تم اسے خود مخدوم الملتہ سمجہتے تہے - خدا تعالےٰ نے اسے مسلمانون کا لیڈر رکہا - زندہ قوم کا نشان ہے کہ وہ اپنے محسن و مخدوم کی یاد تازہ رکہنے کی سعی کرے - تا آئندہ نسلون کے لئے وہ ایک سبق ہو - پس اس سوال کو سرسری نظر سے مت دیکہو اور دل کہولکر اس یادگار کے قیام کے لئے ہاتہہ بڑہاؤ - یہہ یادگار مدرسہ کریمیہ کیصورت مین تجویز ہوتی ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کو پختہ کردیا جاوے اور اس کے ساتہہ مدرسہ کریمیہ یا اور مناسب نام سے موسوم کرکے خالص شاخ دینیات کہولی جاوے - عمارت مدرسہ کیلئے سردست بیس ہزار سے کم کیضرورت نہین ہے اور شاخ دینیات کے

مصارف کیلئے مستقل سرمایہ مطلوب ہوگا - [illegible]

تبدیلی مطلوب ہے - کمشنری ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب دوم مین ترقی یاب ہونے والے ہین صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ دوم سے تبدیلی کے خواہشمند ہین اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہون تو ایڈیٹر الحکم کے ساتہہ خط وکتابت کرین -

معجون موصلی برڑا

انکی تعریف ایک معتبر مستند پرانی کتاب مین اسطرح لکہی ہے

موصلی پاک کے کہانے سے بدہضمی - گولا - ذیابیطس - جریان - بواسیر - دمہ - کہانسی - پہوڑا پہنسی - تپ دق - یرقان انیمیا - رقت - سرعت ...... کثرت .... ضعف بصارت - ہرسہ اخلاط کی امراض - نامردی - عورتون کی امراض متعلقہ حیض - امراض جہپاتی سوزاک - اقتباس بول - پتہری - اپہارا - کمزوری - دبلاپن وغیرہ امراض دور ہوتے ہین - رنگ و روغن نکہر آتا ہے - جوانی مین ہی سفید بال سیاہ ہوجاتے ہین - عورتون - مردون - کی تمام امراض متعلقہ دیریہ کو دور کر کے قابل اولاد بناتا ہے - اس کے بہابر دیریہ (منی) کو بڑہانے والی -

دنیا مین کوئی اور چیز نہین ہے "

ہمارے تجربہ مین جریان - سرعت - رقت - وغیرہ کے واسطے ازحد مفید ثابت ہوا ہے - جاڑے مین جس نے ایک کا بہی استعمال کیا - سال بہر تندرست بہادر - اور قادر رہا - طاقت حسب خواہش پیدا ہوتی ہے - بلغمی تمام امراض دور ہوتے ہین - منی کو گاڑہا کرنے اور بڑہانے والی اس کی برابر دوسری چیز بہت کم نکلے گی ؎

قیمت پانچ روپیہ فی سیر عہ/ فی پاؤ

ٹہاکر دت شرما وید - ایڈیٹر طبی اخبارات دیش اپکارک و فیملی ڈاکٹر - مالک و دیش اپکارک اوشدہالیہ لاہور

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتھ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے - جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتھ مین انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے - (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہین اُن کے پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے - چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین - جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے - اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکہے گا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہئے - آج وقت ہے کہ آپ محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کے لئے ایک معقول رقم چہوڑ جانے کا انتظام کرین - ہماری کمپنی پر اسپکٹس کا سرسری مطالعہ ہے - آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کر دیگا - ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکہکر بہیجئے پہر اسپکٹس مذکور آپ کی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہونچ جائے گا -

گیان چند منیجر ڈاکپچاری یا درخواستین بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئین

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا - اسکے استعمال سے کمی قوت باہ - دماغ کی کمزوری - خون کا کم پیدا ہونا - بدن کا کاہل رہنا - پٹہون کی کمزوری - بہوک کا کم لگنا - دماغی محنت کرنیوالون کیواسطے حقیقت مین بے بہا ہین - قیمت دو درجن عہ

طلا طلسمی - یہہ طلا ان شخصون کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زایل کر چکے ہین خواہ کسی باعث سے - زیادہ لکہنا خلاف تہذیب ہے - صرف سات یوم کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہوجاتا ہے قیمت ہماشہ عہ جو ایک آدمی کیواسطے کافی ہے - اس کا نمونہ نہین جاسکتا -

بخل مراد - یہہ وہ اعلےٰ قسم کی مٹہائی ہے جو مشک عنبر و میوجات و مقویات سے مرکب کر کے طیار کی ہے - جو چند روز مین اپنا اثر دکہلا کر بدن کو قوی کر کے باہ و دماغ و دل کو ازحد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتا ہے بکس خورد ایک روپیہ بکس کلان دو روپیہ - تین روپیہ کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

سرمہ سلیمانی - یہہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جسکے چند روز کے استعمال سے جالا - پہولا - دہند - آشوب چشم - پڑبال - آنکہون سے پانی بہنا کمی بصارت - ناخونہ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے - قیمت فی شیشی ایکتولہ ۸/

سنون دندان - درد دندان - مسوڑون کا پہولنا - دانتون کا ہلنا - دانتون مین کیڑا لگنا - دانتون کا زرد ہوجانا - دانتون کا سیاہ ہوجانا - گندہ دہنی کا ہونا - غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد رفع ہو کر دانت مثل گوہر آبدار ہوجاتا ہے - قیمت فی بکس ۴/

المشتہر حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈہ ضلع دہلی

(۱) **خواب سے جاگو - آنکہین کہولو** اور دیکہو کہ مندرجہ ذیل گہڑیان کسقدر سستے دامون پر فروخت کر رہے ہین اب بہی اگر آپنے گہڑیان نہ خریدین تو پہر کب خریدو گے - صاحبان جلدی گہڑیان خرید لین ورنہ پہر ایسا بہتر موقع نہ ملیگا اصلی براسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ۲ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول - اگر یہ گہڑی عرصہ گارنٹی مین بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رُک جاوے گی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اسکے پختہ و پائدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے قیمت (ہے) علاوہ محصول یکبکس شیشہ بیرنگ ہمراہ گہڑی مفت -

(۲) نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت للعہ روپیہ علاوہ محصول - یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کے پُرزے نہایت پختہ و پائدار ہین کہلے منہ کی کیلس گہڑی ہے جیب مین بہی لگ سکتی ہے برسون نہین بگڑتی - قیمت چار روپیہ علاوہ محصول -

ملنے کا پتہ { منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور }

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہوگئے ہین بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہین اور خوش معاملگی ہی کارخانہ انجام دیتا ہے - شایقین بطور نمونہ ضرور طلب کرین -

راقم

محمد عبد اللہ و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

کارخانہ عطر فرحت افزا النسیم

اگر آپکو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہو تو قنوج مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا النسیم سے منگوائیے - روح خوش ہوجائیگی - مختصر فہرست

گلاب	۱ر سے ۵ر تک	مشک عنبر	۸ر سے ۵ر تک
کیوڑہ	۲ر سے ۵ر تک	مدتست	۲ر ״ ״
موتیا	۱ر ״ ״	پامداری	۱ر ״ ہے
حنا	۲ر ״ ״	حسن	۲ر ״ ״
چنبیلی	۲ر ״ ״	ناگر تیل	۸ر فی شیشی

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ کیمیکل اگزامینر اور کمسٹری ایل اسکول لنڈن کے ممبر اور مشہور ڈاکٹر ڈبلو آر آر کر بیپر صاحب ایف سی یس ایس - آر ایس ایم نے جانچکر سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

یہ نمک سلیمانی امراض معدہ مثلاً کمی اشتہا پیٹ کا درد - نفخ - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا - غذا کا پورے طور سے ہضم نہ ہونا - اور اس کیوجہ سے جو بیماریاں مثل اسہال - پیچش - سوءہضمی - بواسیر قبض وغیرہ کے ہوتے ہین - ان سب شکایتون کو فوراً فائدہ کرتا ہے - امتلائی کھانسی یا دمہ - جو غذا کے پورے طور پر ہضم نہ ہونے کیوجہ سے اکثر پیدا ہوجاتا ہے - گٹھیا زیادہ پیشاب - ریاحی درد وغیرہ کو بھی بہت جلد دفع کر دیتا ہے - چونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیون اور بیماریون کو دور کرکے اسکی قدرتی گرمی اور قوت کا محافظ رہتا ہے اس لئے حالت تندرستی مین اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے اور غذا پورے طور سے ہضم ہوکر معمول سے زاید خون صالح پیدا ہوتا ہے -

ہزارون مین سے تازہ سرٹیفکٹ

جناب عزیز الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر فیض آباد ۲۴ - نومبر کو تحریر فرماتے ہین کہ ہمنے آپکی نمک سلیمانی کو بہت مفید پایا مہربانی فرماکر ایک شیشی اور بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ فرمائیے -

جناب حاجی حافظ محمد سلیم اللہ صاحب قاضی امر کوٹ سندھ سے تیرہ نومبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکے نمک سلیمانی کا تجربہ بیشتر بندہ نے کیا ہے برابر ہر مرض پر اکسیر کا حکم رکھتا ہے -

جناب مولوی عبدالعزیز محمود صاحب اتالیق جناب راجہ صاحب بہادر کھلچی پور متعلقہ ایجنسی بھوپال بتاریخ ۱۲ - نومبر ۱۹۰۵ء کو فرماتے ہین کہ آپ کے اعجاز نما نمک سلیمانی نے عجب اثر دکھلایا چند روز کے استعمال سے شکایات معدہ رفع ہوگئین خداوند کریم آپ کو اجر خیر دے مین اسکی بھی تصدیق کرونگا کہ آپ کا نمک سلیمانی قوت فربہی بدن و ہاضمہ کے لئے بھی اپنی آپ ہی نظیر ہے مہربانی فرماکر ایک شیشی بہت جلد بذریعہ ویلیو پی ایبل بھیجکر ممنون فرمائیے -

ملنے کا پتہ { نونہال سنگہ بہار گو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائی گھاٹ شہر بنارس

عمدہ مفید دلچسپ اور نصیحت آموز کتابین

شادی خانہ آبادی - ہمہ مہینے مین ہزار کتابین ختم ہوگئین یہ دوسرا ایڈیشن ہے قیمت ۱۷ - **انیس خلوت** (عورتون سے کیونکر اور کیسا برتاؤ کیا جائے) ۱۷ - **دوستی** ۱۷ - **راستی** **تعصب** ۱۷ - **پانی** - (استعمال کا طریقہ اور اوس کی شناخت) ۱۷ - **قرض** ۱۷ - **ماں باپ کا استاد** ۱۷ - **وقت اور محنت** ۱۷ - **علاج الطاعون** - (مفصل حالات ۲۸ - باب مین درج ہین) ۲/ - **گفتگو** - ۲۶ - طریقون سے مختلف لوگون سے بات کرنیکا بیان ۲/ - **معلم** - نوعمر لوگون کے لئے مفید نصیحتین اور ہر معمولی کام کرنیکا اچھا طریقہ ۲/ - **مقدمہ بازی** ۱۷ - **خانہ داری** ۱۷ - **گلزار حقیقت** ۱۷

ملنے کا پتہ { منیجر سلیمانی پریس محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

مفت ۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑھاکر پچاس ہزار پڑیہ کردیگئی ہے - ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچسال سے برابر مفت تقسیم ہورہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ مین اسکے خریدار موجود ہین سیکڑون سارٹیفکٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور حکیمون اور رئیسون اور عہدہ دارون کے موجود ہین جنکے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے - مفید ہونیکا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۳۱ - دسمبر تک ۳۴ ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگون نے منگوائین - اسپر تجربہ کے بعد ۹۰ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہین اور یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہین کی اجازت سے اشاعت عام کیگئی ہے آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو - ہر مرض مین بیحد مفید ثابت ہوا ہے - ابتدائی نزول ماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے - ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہوگئے ہین کہ نزول ماء کا سوائے نشتر کے اور کوئی علاج نہین - جالا - پھولا - دھند - غبار - سبل - پانی جانا - پڑبال - خارش - موتیا بند ابتدائی - سرخی ناخنہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے کھوتا ہے بصارت بڑھاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے عینک کی حاجت نہین رہتی اور جالت مین لگائے تو ازالہ مرض کیلئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کے لئے کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے تاجرون اور دوافروشون اور ڈاکٹرون کو اسطرف متوجہ ہونا چاہئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے - دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے - فرمائشات ویلیو پی ایبل منگوانے پر جانبین کا اطمینان ہوگا - محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ

کم خرچ بالانشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے سوتی سنگی ور مشروع اور مختلف الوضع پختہ رنگ کی نہاری کا بھی انتظام کیا ہے - جو ستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی مین یہان کے چابک دست کاریگرون نے یہ کمال دکھلایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور پائداری مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہین ہے ایک منگواکر ملاحظہ تو فرمائیے - قیمت فی نہالی قسم اول طول ۳ گز ۸ گرہ عرض ۱ گز ۸ گرہ عہ - قیمت فی نہالی قسم دوم طول ۳ گز ۸ گرہ عرض ۰ - ۱۲ گرہ عہ

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنو ہونی چاہئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

احمدی سپورٹس یا احمدی سامان ورزش

اسلام علیکم - آپکے احمدی کارخانہ مین ہر قسم کا سامان ورزش اعلیٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیاء بھی موجود ہین گو پہلے آپکو معلوم نہین تھا مگر اب آپ کو کہین جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہین - ہم ڈنکے کی چوٹ باآواز بلند خدا کو حاضر کرکے کہتے ہین کہ ہم سے ارزان اور بہ عمدہ مال کہین سے نہین ملیگا صفائی معاملہ اور ایمانداری کیواسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے - اور بس - ایک دفعہ ضرور آزمایش ہو -

مختصر فہرست اشیاء حسب ذیل ہے جو درخواست پر مل سکتی ہے

کرکٹ بیٹ		فٹ بال مع کمل نئے		دوم درجہ	ہے	مین سفید لکڑی	عہ
کین ہینڈل درجہ عمدہ	ع	۸ ۔ عہ	للعہ	سوم	عہ	پیلچا	عہ
کارک ایک ربڑ ملے	۸	۳ ۔ عہ	ہے	بال درجہ اول فی درجن	عہ	بیڈمنٹن سفید	عہ
صرف ایک ربڑ	معہ	ہاکی آنکھین جمڑ دالی	للعہ	دوم میجے	لعہ	بیلے	۸
درجہ دوم	ے	ڈورہ دالی	ہے	پریکٹس	معہ	شل کارک	عہ
سوم	للعہ	مادہ اول	عہ	ایک کارڈ چمڑہ	عہ	دوم درجہ	عہ
اکٹ پریکٹس	ہے	درجہ دوم فیتہ	عہ	زین	للعہ	دلون بال فی درجن	للعہ

نوٹ احمدی بھائیون سے ۵ فیصدی کم قیمت یا ۵ فیصدی کمیشن غیر احمدی ۲ ۱/۲ فیصدی کمیشن - پتہ خوشخط مال وی پی

منیجر ایم خدا بخش اینڈ کو احمدی سپورٹس ورکس شہر سیالکوٹ

(انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و منیجر الحکم کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا)

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

سلطان محمد غوری خود تو واپس چلا گیا مگر اپنے سپہ سالار قطب الدین کو دہلی چھوڑ گیا - اور یہی خاندان دہلی کا حکمران خاندان ٹھیرا - اور خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہوا - اس خاندان کے دوران عہد مین دہلی کا ستارہ خوب چمکا اور پہلے سے دہلی نے ترقی شروع کی - یہانتک کہ قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار اسی خاندان کی یادگار اب تک موجود ہے -

قطب مینار ایک عظیم الشان نمونہ اس زمانہ کی انجینری کا ہے - مین اوپر ذکر کر آیا ہون کہ جہان قطب مینار واقع ہے وہان دراصل ایک بہت بڑا بت خانہ تھا جس کے نشانات اب تک موجود ہین قطب الدین نے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرانا چاہتا تھا - چنانچہ آج بھی اس مسجد کے دروازے اور محراب قطب الدین کے اس ارادہ کو ظاہر کر رہے ہین مگر بعض وجوہ اور اسباب ایسے ہی پیش آ گئے کہ وہ اس مینار کے سوا اسے مکمل نہ کر سکا - اگر یہ مسجد اس طرز اور نہج پر جو قطب الدین نے تجویز کیا تھا طیار ہو جاتی تو روے زمین پر اپنی قسم کی یہہ ایک ہی عمارت ہوتی - اس مسجد کے دروازے پر کہود کر

اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس والارکوع

ایسی عجیب شان سے لکھا ہوا ہے - کہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے ایسا ہی سورۃ فاتحہ اور اسماء الٰہی بھی عجیب شان ظاہر کرتے ہین غرض قطب الدین کا خاندان خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہو کر دہلی کا حکمران ہوا - اور ۱۲۸۸ء تک یہ خاندان حکمران رہا - مگر جب حکمران خاندان کی حالت اندر ہی اندر اس رنگ سے رنگین ہو چکی جو بالطبع انقلاب چاہتی ہے تو جلال الدین خلجی نے اس خاندان کا چراغ گل کر دیا - اس خاندان مین علاؤ الدین ایک زبردست اور مشہور بادشاہ گذرا ہے -

علاء الدین کے عہد مین دہلی پر دوبارہ حملہ ہوا جس مین حملہ آور فریق کو شکست ہوئی - لیکن اس نے دہلی کا محاصرہ کر لیا اور دو مہینے تک محاصرہ رہا - آخر خود ہی چھوڑ دیا مگر ۱۳۲۱ء مین اس خاندان کا بھی خاتمہ ہوا اور پھر تغلق نام خاندان حکمران ہوا - یہہ پٹھانون کا خاندان تھا اسنے کسی دوسرے شہر کی بنیاد تو نرکھی اور ہندؤن کے آباد کردہ پرانے شہر کو اپنے مذاق پر بنا لیا - لیکن غیاث الدین تغلق نے مشرق کی طرف چار میل کے فاصلے پر ایک نیا دار السلطنت تغلق آباد نام آباد کیا - جو قطب صاحب کو جاتے ہوئے مشرقی جانب واقعہ ہے اور تغلق آباد کا محل اور قلعہ اب تک اسی مٹی ہوئی سلطنت کی مٹی ہوئی یادگار ہے - یہہ بڑی مضبوط اور عالیشان عمارت ہے جس مین اسی خاندان کے لوگ رہتے ہین اور کہیتی باڑی کر کے اپنا پیٹ پالتے اور انقلاب روزگار کی جیتی جاگتی اور بولتی چالتی نشانیان ہین - تغلق آباد کی شان و شوکت ابھی تک اسکے کہنڈرون سے نمودار ہے - غیاث الدین کے بعد محمد تغلق حکمران ہوا جو ۱۳۵۱ء تک حکمران رہا اسکے عہد حکومت مین اس شہر کو خوب ترقی اور رونق نصیب ہوئی - اور شہر اس مقام تک پہونچ گیا جہان سے پھر زوال شروع ہونا چاہئے تھا لیعنی اسے ہر کمالے را زوالے -

محمد تغلق فوت ہوا - اس کے ساتھ ہی تغلق آباد کی قسمت کا ستارہ ڈوب گیا - کیونکہ اس کے جانشین فیروز شاہ نے بقول شاعر

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

ایک نیا شہر اپنے نام پر فیروز آباد نام قطب مینار سے شمال کی جانب آباد کرنا شروع کر دیا محمود کے زمانہ مین تیمور نے دہلی پر حملہ کیا محمود گجرات کو بھاگ گیا - شہر مین تیمور داخل ہو گیا اور ایک قتل عام ہوا - یہہ شہر مفتوح ہو کر برباد ہو گیا اور صاحبقران صاحب تشریف لے گئے - انکی واپسی پر نہ کوئی شہر تھا نہ کوئی حکمران کہنڈرات ہی کہنڈرات باقی تھے جو اس زوال کے اسباب اور تباہی کے وجوہ کو زبان حال سے بیان کر رہے تھے - محمود تیمور کی واپسی کی خبر پا کر واپس آیا اور پھر شہر کو آباد کیا اور حیات مستعار کا باقی حصہ گذار کر اپنے ساتھ ہی خاندان تغلق کا خاتمہ کر گیا - اب خاندان سادات کو حسن اتفاق سے حکومت ملی - مگر مشیت ایزدی مین یہی مقدر تھا کہ وہ نصف صدی بھی حکمران نہ رہین یہ خاندان بھی مٹا دیا گیا اور ان کا جانشین لودہی خاندان ہوا - انہون نے اپنا پایہ تخت دہلی کے بجائے آگرہ قرار دیا اسلئے اس خاندان کے دوران حکومت مین دہلی کس مپرسی کی حالت مین رہی ۱۵۲۶ء مین صاحبقران امیر تیمور کی نسل کا چہٹا با اقبال اور ہمت مجسم حملہ آور بابر پانی پت کے مقام پر ابراہیم لودہی سے لڑا اور کامیاب ہوا اور نہایت تزک و احتشام سے دہلی مین داخل ہوا اور افغانی خاندان کا خاتمہ کر کے آگرہ ہی کو دار السلطنت بنا لیا مگر بابر کے بیٹے ہمایون نے باپ کے بعد دہلی کو دار الخلافہ بنایا اور ایک عظیم الشان قلعہ کی بنیاد رکہی - ابھی پورا نہ ہو چکا تھا کہ شیر شاہ لودہی نے ہمایون کو نکال دیا اور خود قابض ہو کر اسکی تکمیل کی - اوسوقت دہلی ہمایون کے مقبرہ سے لیکر جنوبی دروازہ دہلی تک آباد تھی شیر شاہ کا قلعہ اب بھی موجود ہے اسپر ہمایون پھر واپس آ کر قابض ہو گیا تھا اور اب پرانا قلعہ کہلاتا ہے ۱۵۵۵ء مین ہمایون نے دہلی کو دوبارہ فتح کیا مگر چند ماہ بعد اسکی وفات کا حادثہ ہوا - اور اسکا جلیل القدر بیٹا جلال الدین محمد اکبر تخت نشین ہوا - جلال الدین محمد اکبر اور اس کی فرزند نور الدین جہانگیر کو آگرہ اور لاہور سے زیادہ تعلق رہا اور اسوجہ سے دہلی پھر بے رونق ہو گئی مگر جہانگیر کے بعد شاہ جہان نے تخت نشین ہوتے ہی دہلی کی کایا پلٹ دی اور موجودہ دہلی اسی شاہ جہان کے آثار باقیہ کی یادگار ہے - شاہ جہان کو عمارتون کا بہت بڑا شوق تھا چنانچہ دہلی مین لال قلعہ اور جامع مسجد وغیرہ اسکی عظیم الشان یادگارین موجود ہین - اورنگ زیب کے عہد حکومت تک خاندان مغلیہ کی حکومت خوب زورون پر رہی اس کے مرتے ہی سلطنت مین زوال شروع ہو گیا عیاشی اور اوباشی نے سلطنت کی بنیاد دون کو کہوکھلا کر دیا - سکہون اور مرہٹون کے فتنے پیدا ہو گئے اور اسلامی عہد حکومت کے مٹانے کی دہمکیان دینے لگے یہانتک کہ فرمانرواؤن کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ بجائے خود کوئی قوت و طاقت نہ رکھتے تھے امراء جسکو چاہتے بادشاہ بناتے جسے چاہتے تخت سے اتار دیتے - اورنگ زیب کے پوتے جہاندار شاہ کے قتل کے بعد محمد شاہ تخت نشین ہوئے جو اپنی رنگین مزاجی کی وجہ سے محمد شاہ رنگیلے مشہور ہوئے - مین تاریخ لکہنے نہین بیٹھا اسلئے ضرورت نہین کہ تفصیلی حالات بتاؤن صرف ناظرین کو موٹے موٹے واقعات سے آگاہ کرنا ضروری ہے - ۱۷۳۹ء مین ہندوستان کی حکومت کی ضعف و ناتوانی کی خبر پا کر نادر شاہ صاحب حملہ آور ہوئے - اور محمد شاہ رنگیلے - نادر شاہ کے حملے کی خبرون کے پرچے اور صوبہ دارون کی عرضداشتون کو حوض مے مین غرق کر دیتے اور کہتے

این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

آخر اسوقت آنکھ کہلی جب نادر شاہ آ ہی پہونچے کرنال کے قریب مغل فوج نے سخت شکست کہائی - اور نادر شاہ بڑی آن بان سے شہر مین داخل ہوا لیکن دہلی کی قسمت مین ابھی کچھ اور بھی باقی تھا اسلئے عذاب الٰہی نے نادر شاہ کے قتل کی صورت اختیار کی اور دہلی کی گلیون اور بازارون مین خون کی ندیان بہ گئین - اور کشتون کے پشتے لگ گئے - تاریخ مین جس سنہری مسجد کا ذکر ہے یعنے اسے دیکھا ہے جہان نادر شاہ آ بیٹھا تھا - غرض قتل عام ہوا - اور دہلی پر تباہی آئی - شہر لوٹا گیا - دو مہینے بعد نادر شاہ واپس ہوا - اور شہر کو ہر طرح سے مفلس و ویران کر گیا - خلاصہ یہ کہ ۱۷۳۹ء سے دہلی کی سلطنت مین ایسا زوال شروع ہوا جسکی نظیر کم ملے گی اور ۱۷۷۱ء تک ایسی نوبت آ گئی کہ عالمگیر ثانی کا بیٹا شاہ عالم مرہٹون کا پنشن خوار ہو کر گذارہ کرنے لگا - اور سلطنت گویا مرہٹون مین منتقل ہو گئی ۱۷۸۸ء مین شاہ عالم نے پرپرزے سنبھالنے چاہے مگر نتیجہ خلاف امید ہوا اور مرہٹون نے ایک مستقل فوج دہلی بہیجدی اور آخر ہوتے ہوتے ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک نے دہلی کو مرہٹون کو اور شاہ عالم کو اپنی پناہ مین لیا - اسکے بعد دوسرے سال مہاراجہ ہلکر نے حملہ کر دیا - مگر کرنیل اختر لونی نے اسے سخت شکست دی - اور اسے بہگا دیا - اس لڑائی کے بعد دہلی کی تاریخ مین ایک نیا دور شروع ہوا یعنے وہ مبارک زمانہ شروع ہوا جسپر ہم ناز کرتے ہین اور ہمارا امام و پیشوا جس عہد حکومت مین پیدا ہونے پر جائز فخر کرتا ہے یعنے سلطنت انگلشیہ کا دور -

ہر چند انگریزی سلطنت پورے طور پر دہلی پر حکمران نہ تھی - مگر اسمین بھی کوئی کلام نہین کہ دہلی کے حکمران خاندان مغلیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا - یہہ سلطنت انگلشیہ کی کامل فیاضی اور اولوالعزمی تھی کہ باوصفیکہ وہ دہلی کے فاتح تھے اور انہین ہر طرح سے اختیار تھا کہ وہ دہلی پر پوری حکومت کر لیتے اور اپنے نام کا سکہ خطبہ جاری کرتے مگر انگریز حکام نے بادشاہ دہلی کی عزت و تعظیم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا - اس مین تو شک نہین کہ بادشاہ صرف وظیفہ خور رہ گیا تھا - مگر اس کے دربار مین وہ شاہی آداب برتے جاتے تھے - اور اس کے معاملات مین کوئی دست اندازی نہ ہوتی تھی - ۵۳ سال تک یہی صورت رہی - اس عرصہ مین انگریزون کے اختیار و اقتدار کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور سلطنت کا رنگ اس مین آتا گیا - بہادر شاہ آخری بادشاہ اس عہد حکومت سے ہر طرح خوش و خرم تھا - لیکن دہلی کی قسمت مین امن کہان ؟ ۱۸۵۷ء مین ہندوستان کے بعض شورہ پشت لوگون نے بغاوت کی اور باغی فوج نے دہلی کا رخ کیا - اور پھر وہ خونی پردہ اٹھا اور دہلی اور اہل دہلی کی قسمت نے تاریخ کو دوہرایا اور ہمیشہ کیلئے دہلی کا شاہی خاندان مٹ گیا - اور نیا دور شروع ہوا یعنے مستقل طور پر

سلطنت انگلشیہ

کا پرچم دہلی کے قلعہ پر لہرایا - غدر فرو ہونے کے بعد ضرورت زمانہ کے لحاظ سے دہلی کی ترقی کا پھر سلسلہ شروع ہوا - یہان تک کہ ہم ۱۹۰۵ء کے اکتوبر مین دہلی کی حالت کو بچشم خود دیکھتے ہین -

{باقی آیندہ}

وصیّتِ یعقوب

ووصّی بھا ابراھیم بنیہ
ویعقوب یبنیّ ان اللہ اصطفیٰ
لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

اللھم احینی مسلماً وامتنی مسلماً
والحقنی بالصالحین واحشرنی فی
زمرۃ المسلمین الذین رضیت
عنھم ورضوا عنک (آمین)
ربنا تقبل منا انک انت السمیع
العلیم ربنا واجعلنا مسلمین
لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک
وارنا مناسکنا وتب علینا انک
انت التواب الرحیم-
ربنا وابعث فیھم رسولاً
منھم یتلوا علیھم ایاتک و
یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم
انک انت العزیز الحکیم -(آمین)

چونکہ حضرت حجۃ اللہ علے الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **الوصیّۃ** کے ذریعہ اتمام حجت کردی ہے اور آخری وصیّت شایع کردی ہے۔ اسلئے مین اسوقت بقائمی ہوش وحواس ضروری سمجھتا ہون کہ اسی اعلان الوصیّت کے ماتحت اپنی وصیّت شائع کردون کیونکہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین۔ نہین معلوم پیام اجل کسوقت آجائے اور اس حالت مین کچھ کہنے یا لکھنے کی توفیق ملے یا نہ ملے + بناءً علیہ مین اپنے تمام ناظرین الحکم کو اپنی اس **وصیّت** پر گواہ ٹھیراتا ہون۔ کہ مین بحمد للہ اسوقت صدق نیت سے اس وصیّت کو لکھتا ہون۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ-

امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالےٰ و البعث بعد الموت-

مین بحمد اللہ اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہون کہ حضرت اقدس **جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** خدا تعالےٰ کے برگزیدہ **رسول** اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم اور **مسیح موعود اور مہدی مسعود** ہین۔ وہ خاتم الخلفاء ہین اور ان تمام تعریفون کے مستحق ہین جو میرے قلم سے **الحکم** مین آپ کے متعلق لکھی گئی ہین بلکہ مین یقیناً ظاہر کرتا ہون کہ وہ الفاظ آپ کے مقام اور رتبہ کے اظہار کے لئے محض ناکافی ہین۔ اصل یہی ہے۔ واللہ یعلم شانہ ورتبہ العلیا۔ مینے اس حق کی اشاعت مین نہ اپنے نفس کو دہوکا دیا ہے اور نہ کسی اور کو والحمد للہ علے ذالک-

مین ایمان رکھتا ہون کہ **اسلام** ایک **زندہ مذہب** اور قرآن مجید ایک **زندہ کتاب**۔ اور سید ولد آدم فخر اولین وآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور فی الحقیقت **زندہ رسول** ہین۔ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا قطعاً نہین آسکتا۔ ہان آپ کی ہی تربیت کے ماتحت اور ردائے مصطفائی کے نیچے آپ ہی کی مہر نبوت کے ساتھہ خادمان دین آتے رہین گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری یقیناً فوت ہوچکے ہین۔ اور آنیوالا موعود وہی **خاتم الخلفاء** ہے جو **حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** کے رنگ مین آیا ہے + اور اس طرح پر خدا اور اسکے رسول کا وعدہ پورا ہوچکا۔ وکان وعد اللہ مفعولا-

(۲) میری یہ وصیّت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اس شخص یا مجلس کی معرفت زیر عمل آئے گی جسکو آپ نے مقرر کیا ہو اس مین کسی شخص کو تغیر وتبدیل کرنے کا کوئی حق نہو گا ہان حضرت حجۃ اللہ یا جسکو آپ اس کام کے لئے امین قرار دین وہ اس مین زیر ارشاد الٰہی فمن خاف من موص جنفاً او اثماً فاصلح بینھم فلا اثم علیہ ان اللہ غفور الرحیم کوئی تبدیلی یا ترمیم کرے تو وہ مجاز ہوگا اور وہ ترمیم یا اصلاح جائز متصور ہوگی۔

۳- میری کل جائداد (جو میری اپنی ہی پیدا کردہ ہے اس مین کسی شخص کی کوئی شراکت نہین خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ) اس مین سے اولاً وہ قرض ادا کیا جاوے جو میری تحریری دستاویزات یا رقعون سے ثابت ہو اور میری کتاب القرض سے اس کی تصدیق ہو۔

۴- بعد دین (قرض) جو باقی رہے اس جائداد کا ⅓ حصہ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے مقرر کردہ امین کے منشاء کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ یعنے اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۵- باقی ماندہ جائداد کو جائز ورثا پر تقسیم کردیا جاوے بشرطیکہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین داخل ہون ورنہ حضرت اقدس یا آپ کے مقرر کردہ امین کو اختیار ہوگا کہ انہین محروم الارث ٹھراکر وہ حصہ بھی **اشاعتِ اسلام** مین صرف کرین۔

۶- **الحکم** اور اسکا متعلقہ کارخانہ کو مین اشاعت سلسلہ کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہون اور اسوقت تک وہ میری جائداد سے ایک الگ حصہ ہے۔ جس مین سے مین **پچاس روپیہ** ماہوار اپنے اور اپنے اہل کے گذارہ کے لئے لیتا ہون اور باقی اسکی آمدنی اسکی بہتری اور ترقی پر صرف کرتا ہون۔ اسلئے کارخانہ مذکور کو میرے بعد اسی نہج پر قایم رکہا جاوے اور اخبار کو ضرورت وقت کے موافق جاری رکہین میری اولاد مین سے جو صالح اور امین ہو (خدا کرے سب ہون آمین) وہ اس کا مالک اور مہتمم ہو اور حالت وقت کے لحاظ سے وہ اس کی آمدنی مین سے ایک معین رقم اپنے اخراجات کے لئے لے۔ اور ایسا ہی اس کے دوسرے بھائی جو صالح اور امین ہون وہ اس مین ملکر کام کرین اور اپنے کام کا معاوضہ لین۔ اور علاوہ اس وصیّت کردہ حصہ جائداد کے اس حصہ مین سے کم از کم عہ ماہوار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض ومقاصد کی اشاعت کے دوسرے سلسلون مین مستقل طور پر دین + لیکن اگر خدانخواستہ انمین سے کوئی اس کام کا اہل نہ ہو تو اس سلسلہ کو کلیۃً حضرت اقدس یا آپ کی قایم کردہ مجلس اپنے اہتمام مین لیکر چلاوے۔

۷- میرے بچون کو علوم عربیہ اور دینیات کی اعلےٰ تعلیم دی جاوے اور انکو خدمت دین کے لئے طیار کیا جاوے اس تعلیم کے ضمن مین یورپ کی کوئی ایک زبان جو ضروری سمجھی جاوے انہین پڑہائی جاوے اسکے لئے جو مصارف تعلیم ہون وہ کارخانہ الحکم ادا کرے۔ لیکن اگر کوئی بچہ اپنے قویٰ کی کمزوری یا اور اسباب کیوجہ سے جو جائز ہون اس قابل نہو۔ مگر صالح۔ امین اور سچا احمدی ہو تو اسے اور کسی مناسب طریق پر خدمتِ دین مین لگایا جاوے۔

۸- جو زیورات یا .... پارچات پوشیدنی میری بیوی کے قبضہ مین میری موت کے وقت ہون وہ اسکا ذاتی مال متصور ہوگا۔ اسے میری جائداد مین نہ سمجہا جاوے۔

۹- میری وفات کے وقت میری جسقدر اولاد ذکور یا اناث نا کتخدا باقی ہو انکے رشتہ اور ناطے غیر احمدیون مین قطعاً حرام سمجھے جاوین اور انکے ولی اس امر مین حضرت اقدس یا آپکی مقرر کردہ مجلس ہوگی۔ اسے کلی اختیار ہوگا کہ جس احمدی سے چاہے کرے + اور اگر کوئی میرا جائز وارث اسکے خلاف کرنا چاہے تو اسے محروم الارث کرکے اسکا حصہ اشاعت اسلام مین صرف کردیا جاوے۔

۱۰- **میری میّت کو الوصیّت کے قواعد** کے ماتحت جنپر میرے مرنے کے وقت عملدرآمد ہو رہا ہو ایک چوبی صندوق مین بند کرکے دفن کیا جاوے۔ الـــــمـــــــــرقـــــوم خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان یتیم فقیر

۲۰ر جنوری ۱۹۰۶ء

سُنو اُسننے والو اِہی سُننے کی بات

تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ ہوس مین رہنے والے طلباء کے لئے کہانا کہانے کے واسطے ایک لمبا منبر بنوانے کی ضرورت ہے اور اسپر تقریباً ساٹھہ روپے خرچ ہونگے اسکا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہوجانا ضروری ہے یہ رقم کوئی بڑی رقم نہین دس بارہ آدمی ہی ملکر پوری کرسکتے ہین۔

مین لاہور۔ امرتسر۔ کپورتہلہ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکھہ کر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا۔ بہت ہی خفیف سی رقم ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو قومی ضرورتون مین سابق بالخیرات ہین اسے ۳۱- جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کردین یہہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدی جاوے + امید ہے دوبارہ یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی۔ اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلباء کو آنیوالے امتحان انٹرینس مین شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ اور بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے اسکے لئے **چالیس روپیہ** مطلوب ہین گویا کل ایکسو روپیہ آخیر جنوری تک دونون ضرورتون کے لئے بہیجدینا چاہئے۔

ایڈیٹر

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان مسیح الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت بجائے یقیمون الصلوٰۃ کے انکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وہ اس کش مکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہین اور اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ذریعہ انہین وہ مقام عطا کرتا ہے جسکی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہوجاتے ہین کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہوجاتی ہے اور نماز مین انکو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہوکر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جسکو کھاکر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز مین ہوجاتی ہے۔ وہ نماز اسکے لئے ایک قسم کا نشہ ہوجاتی ہے جسکے بغیر وہ سخت کرب و اضطراب محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز کے ادا کرنیسے اسکے دل مین ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جسکو ہر شخص نہین پا سکتا اور نہ الفاظ مین یہ لذت بیان ہوسکتی ہے اور انسان ترقی کرکے ایسی حالت مین پہونچ جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے اسے ذاتی محبت ہوجاتی ہے۔ اور اسکو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہین آتی اسلئے کہ وہ نماز اسکی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے اس مین ایک طبعی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ اسکی محبت اللہ تعالےٰ سے محبتِ ذاتی کا رنگ رکھتی ہے اس مین کوئی تکلف اور بناوٹ نہین ہوتی۔ جسطرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے ماکولات و مشروبات اور دوسری شہوات مین لذت اٹھاتے ہین۔ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز مین لذت پاتا ہے۔ اسلئے نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیون کی جڑ اور زینہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ

نماز مومن کا معراج ہے

اس دین مین ہزارون لاکھون اولیاء اللہ۔ راستباز۔ ابدال۔ قطب گذرے ہین۔ انہون نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعہ سے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنے میری آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے۔ اور یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہین۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پاکر اعلےٰ مقام پر پہونچ جاتا ہے۔

غرض یاد رکھو کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ ابتدائی درجہ اور مرحلہ ہے جہان نماز بے ذوقی اور کشاکش سے ادا کرتا ہے لیکن اس کتاب کی ہدایت ایسے آدمی کے لئے یہ ہے کہ اس مرحلہ سے نجات پاکر اس مقام پر جا پہونچتا ہے جہان نماز اسکے لئے قرۃ العین ہوجاوے یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس مقام پر متقی سے مراد وہ شخص ہے جو نفس لوامہ کی حالت مین ہے۔

نفس کے تین درجہ

نفس کے تین درجہ ہین۔ نفس امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ۔ نفس امارہ وہ ہے جو فسق و فجور مین مبتلا ہے اور نافرمانی کا غلام ہے۔ ایسی حالت مین انسان نیکی کی طرف توجہ نہین کرتا بلکہ اس کے اندر ایک سرکشی اور بغاوت پائی جاتی ہے لیکن جب اس سے کچھ ترقی کرتا اور نکلتا ہے تو وہ وہ حالت ہے جو نفس لوامہ کہلاتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اگر بدی کرتا ہے تو اس سے شرمندہ بھی ہوتا ہے اور اپنے نفس کو ملامت بھی کرتا ہے اور اسطرح پر نیکی کی طرف بھی توجہ کرتا ہے۔ لیکن اس حالت مین وہ کامل طور پر اپنے نفس پر غالب نہین آتا بلکہ اس کے اور نفس کے درمیان ایک جنگ جاری رہتی ہے جس مین کبھی وہ غالب آجاتا ہے اور کبھی نفس اسے مغلوب کرلیتا ہے یہ سلسلہ لڑائی کا بدستور جاری رہتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اسکی دستگیری کرتا ہے اور آخر اسے کامیاب اور بامراد کرتا ہے اور وہ اپنے نفس پر فتح پالیتا ہے پھر تیسری حالت مین پہونچ جاتا ہے جسکا نام نفس مطمئنہ ہے۔ اسوقت اسکے نفس کے تمام گند دور ہوجاتے ہین اور ہر قسم کے فساد مٹ جاتے ہین۔ نفس مطمئنہ کی آخری حالت ایسی حالت ہوتی ہے جیسے دو سلطنتون کے درمیان ایک جنگ ہوکر ایک فتح پالے۔ اور وہ تمام مفسدہ دور کرکے امن قایم کرے۔ اور پہلا سارا نقشہ ہی بدل جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین اس امر کی طرف اشارہ ہے۔

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ

یعنی جب بادشاہ کسی گاؤن مین داخل ہوتے ہین تو پہلا تانا بانا سب تباہ کردیتے ہین بڑے بڑے نمبردار رئیس نواب ہی پہلے پکڑے جاتے ہین اور بڑے بڑے نامور ذلیل کئے جاتے ہین اور اس طرح پر ایک تغیر عظیم واقع ہوتا ہے یہی ملوک کا خاصہ ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح پر جب روحانی سلطنت بدلتی ہے تو پہلی سلطنت پر تباہی آتی ہے۔ شیطان کے غلامون کو قابو کیا جاتا ہے۔ وہ جذبات اور شہوات جو انسان کی روحانی سلطنت مین مفسدہ پردازی کرتے ہین انکو کچل دیا جاتا ہے اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ اور روحانی طور پر ایک نیا سکہ بیٹھ جاتا ہے اور بالکل امن و امان کی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔

یہی وہ حالت اور درجہ ہے جو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اسلئے کہ اسوقت کسی قسم کی کش مکش اور کوئی فساد پایا نہین جاتا بلکہ نفس ایک کامل سکون اور اطمینان کی حالت مین ہوتا ہے۔ کیونکہ جنگ کا خاتمہ ہوکر نئی سلطنت قایم ہوجاتی ہے اور کوئی فساد اور مفسدہ باقی نہین رہتا۔ بلکہ دل پر خدا کی فتح کامل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ خود اسکے عرش دل پر نزول فرماتا ہے۔ اسی کو کمال درجہ کی حالت بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ

یعنے بے شک اللہ تعالےٰ عدل کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے ترقی کرو تو احسان کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے بھی ترقی کرو تو ایتاء ذی القربیٰ کا حکم ہے۔

حالتِ عدل

عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امارہ کی صورت مین ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کے لئے عدل کا حکم ہے۔ اس مین نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس مین یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اسکو دبا لون۔ اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گذر جاوے اس صورت مین نفس اور بھی دلیر اور بے باک ہوگا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مواخذہ نہین ہوسکتا مگر یہ ٹھیک نہین۔ عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اسکا دین واجب ادا کیا جاوے اور کسی حیلے اور عذر سے اسکو دبایا نہ جاوے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہین کرتے اور ہماری جماعت مین بھی ایسے لوگ ہین جو بہت کم توجہ کرتے ہین اپنے قرضون کے ادا کرنے مین۔ یہہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگون کی نماز نہ پڑھتے تھے پس تم مین سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضون کے ادا کرنے مین سستی نہین کرنی چاہئے اور کسی قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے جو اسنے اس آیت مین دیا ہے۔

حالتِ احسان

اسکے بعد احسان کا درجہ ہے جو شخص عدل کی رعایت کرتا ہے اور اسکی حد بندی کو نہین توڑتا اللہ تعالےٰ اسے توفیق اور قوت دیدیتا ہے اور وہ نیکی مین اور ترقی کرتا ہے۔ یہانتک کہ عدل ہی نہین کرتا بلکہ تھوڑی سی نیکی کے بدلے بہت بڑی نیکی کرتا ہے لیکن احسان کی حالت مین بھی ایک کمزوری ابھی باقی ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کبھی کبھی وہ اس نیکی کو جتا بھی دیتا ہے مثلاً ایک شخص دس برس تک کسی کو روٹی کھلاتا ہے۔ اور وہ کبھی ایک بات اسکی نہین مانتا تو اسے کہدیتا ہے کہ دس برس کا ہمارے ٹکڑون کا غلام ہے۔ اور اسطرح پر اس نیکی کو بے اثر کردیتا ہے۔ دراصل احسان والے کے اندر بھی ایک قسم کی مخفی ریا ہوتی ہے لیکن تیسرا مرتبہ ہر قسم کی آلائش اور آلودگی سے پاک ہے اور وہ ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے

ایتاء ذی القربیٰ کی حالت

ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ طبعی حالت کا درجہ ہے۔ یعنے جس مقام پر انسان سے نیکیون کا صدور ایسے طور پر ہو جیسے طبعی تقاضا ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسی ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی اور اسکی پرورش کرتی ہے۔ کبھی اسکو خیال بھی نہین آتا کہ بڑا ہوکر کمائی کریگا اور اسکی خدمت کرے گا۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ اسے یہ حکم دے کہ تو اگر اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی اور اس سے وہ مر جاوے تو بھی تجھ سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اس حکم پر بھی اسکو دودھ دینا وہ نہین چھوڑ سکتی بلکہ ایسے بادشاہ کو دو چار گالیان ہی سنا دیگی۔ اسلئے کہ وہ پرورش اسکا ایک طبعی تقاضا ہے وہ کسی امید یا خوف پر مبنی نہین۔ اسی طرح پر جب انسان نیکی مین ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہونچتا ہے کہ وہ نیکیان اس سے ایسے طور پر صادر ہوتی ہین گویا ایک طبعی تقاضا ہے۔ تو یہی وہ حالت ہے جو مطمئنہ کہلاتی ہے۔

غرض

یقیمون الصلوٰۃ کے یہ معنے ہین کہ جب تک نفس مطمئنہ نہوا کشاکش مین لگا رہتا ہے کبھی نفس غالب آجاتا ہے اور کبھی آپ غالب آجاتا ہے صبح کو اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ٹھنڈا پانی ہے اسکو نہانے کی حاجت ہے پس اگر نفس کی بات مان لیتا ہے تو نماز کو کھو لیتا ہے اور اگر ہمت سے کام لیتا ہے تو اسپر فتح پالیتا ہے۔

تحدیث بالنعمۃ

شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجھے ایسی حالت پیش آئی

سردی کا موسم تھا مجھے غسل کی حاجت ہوگئی۔ پانی گرم کرنے کے لئے کوئی سامان اسجگہ نہ تھا۔ ایک پادری کی لکھی ہوئی کتاب **میزان الحق** میرے پاس تھی۔ اسوقت وہ کام آئی میںنے اسکو جلا کر پانی گرم کرلیا۔ اور خدا کا شکر کیا۔ اسوقت میری سمجھ میں آیا کہ بعض وقت **شیطان** بھی کام آجاتا ہے۔

پھر میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ **یقیمون الصلوٰۃ** کے یہی معنے ہیں اور اسپر ترقی یہی ہے کہ ایسی حالت سے نجات پاکر مطمئنہ کیحالت میں پہونچ جاوے۔

خوب یاد رکھو کہ نرا غیب پر ایمان لانے کا انجام خطرناک ہوتا رہا ہے افلاطون جب مرنے لگا تو کہنے لگا کہ میرے لئے بت پر ایک مرغا ہی ذبح کرو۔ جالینوس نے کہا میری قبر میں خچر کے پیشاب گاہ کے برابر ایک سوراخ رکھدینا تاکہ ہوا آتی رہے۔ اب غور کرو کہ کیا ایسے لوگ ہادی ہوسکتے ہیں جو ایسی مذبذب اور مضطرب حالت میں ہوتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ جب تک اندر روشنی پیدا نہو کیا فایدہ؟ لیکن یہ روشنی خدا تعالیٰ کے فضل ہی سے ملتی ہے۔ یہہ بالکل سچ ہے کہ سب طبایع یکسان نہیں ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ نے سب کو نبی پیدا نہیں کیا۔

اثر صحبت لیکن صحبت میں بڑا شرف ہے اسکی تاثیر کچھہ نہ کچھہ فایدہ پہونچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہونچ ہی جاتی ہے۔ اسیطرح صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کردیتی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ گہری محبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں **کونوا مع الصادقین** فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں لیکن آریہ سماجی یا عیسائی اس طریق سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جبکہ ان کے ہان یہ مسلم امر ہے کہ اب کوئی شخص خدارسیدہ ایسا ہو نہیں سکتا جسپر خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی نازل ہو اور وہ اسے توفیق پاکر ان لوگوں کو صاف کرے جو گناہ آلودہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کے اندر ایک نیش ہی وہ بے جا طور سے مسلمانوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرنا ہی اپنے مذہب کی خوبی اور کمال پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اسلام کے مقابلہ میں روحانیت پیش کرو۔ تو کچھہ نہیں۔ نکتہ چینی کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں ہوسکتی۔ وہ شخص بڑا بدنصیب اور نادان ہے جو بغیر اس کے کہ کسی منزل پر پہونچا ہو دوسروں پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک بچہ جو اقلیدس کے اصولوں سے ناواقف ہے اور ان نتائج سے بے خبر ہے جو اسکی اشکال سے پیدا ہوتے ہیں وہ ان ٹیڑھی لکیروں کو دیکھکر کب خوش ہوسکتا ہے۔ وہ تو اعتراض کرے گا لیکن عقلمندوں کے نزدیک اس اعتراض کی کیا وقعت اور حقیقت ہوسکتی ہے۔ ایسا ہی حال ان آریوں کا ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہیں مگر خود **حق اور حقیقت** سے بے خبر اور محروم ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے آگاہ نہیں اور اسکی طاقتوں کا انہیں علم نہیں ہے۔ اور نہ انہیں وہ حواس ملے ہیں جو وہ اسی عالم میں بہشتی نظاروں کو دیکھہ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں کے نمونے مشاہدہ کریں ایسے مذہب کی بنیاد بالکل ریت پر ہے وہ آج ہی نہیں اور کل بھی نہیں۔ یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی نابینا مذہب کی تائید نہیں کرتا۔ اور کوئی نصرت اسے نہیں دیجاتی۔ اسلام کی سچائی کی یہی بڑی زبردست دلیل ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسکی نصرت فرماتا ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں اسکی تازہ بتازہ **نصرتوں کا ثبوت** دوں۔ چنانچہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے خدا تعالیٰ کے نشانات نہ دیکھے ہوں؟ (بیشک ایڈیٹر) اسکے بالمقابل ہمیں کوئی بتائے کہ وید کیا لایا؟ وہ تو بالکل ادھورا ہے دوسرے لوگوں کو تو خواب بھی آجاتی ہے مگر وید والوں کے نزدیک خواب بھی بے حقیقت چیز ہے اور وہ بھی نہیں آسکتی۔ جبکہ وہ دروازہ جو اللہ تعالیٰ کیطرف جانے کے لئے یقینی دروازہ ہی بند ہے تو اور وسایل خدارسی کے کیا ہوسکتے ہیں! میں سچ کہتا ہوں کہ جہانتک میںنے اس فرقہ کے حالات دیکھے ہیں۔ انمیں شوخیوں کے سوا کچھہ نہیں دیکھا؟ یا بعض ایسے لوگ اس میں داخل ہوتے ہیں کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ مذہب کی اصل غرض کیا ہے؟

غرض اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے جو ساری نیکیوں کا حقیقی سرچشمہ اور منبع ہے اسلئے کہ نیکیوں کی جڑھ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر **کامل ایمان** اور وہ بدوں اس کے پیدا نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات اور نشانات تازہ بتازہ دیکھتا رہے۔ اور یہہ بجز اسلام کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر ہے تو کوئی پیش کرے؟

علاوہ بریں اسلام کی یہہ بھی ایک خوبی ہے کہ بعض فطرتی نیکیاں جو انسان کرتا ہے یہہ انپر ازدیاد کرتا اور انہیں کامل کرتا ہے اسلئے ہی **ھدی للمتقین** فرمایا **ھدی للظالمین** یا **للکافرین** نہیں کہا۔ عرصہ کی بات ہے کہ ایک برہمو اگنی ہوتری نے کہا تھا کہ **لا الہ الا اللہ** تو ہم بھی کہتے ہیں تم **محمد رسول اللہ** کیوں کہتے ہو؟ ہم نے کہا تھا کہ اسکا فایدہ یہ ہے کہ انسان دہریہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اب وہ کھلا دہریہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا ایمان ہوتا تو کیوں دہریہ بنتا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف ایسی کامل اور جامع کتاب ہے کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ کیا وید میں کوئی ایسی شرتی ہے جو **ھدی للمتقین** کا مقابلہ کرے؟ اگر زبانی اقرار کوئی چیز ہے یعنے اسکے ثمرات اور نتایج کی حاجت نہیں تو پھر تو ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کا اقرار کرتی ہے۔ اور بھگتی عبادت۔ صدقہ خیرات کو بھی اچھا سمجھتی ہے اور کسی نہ کسی صورت میں ان باتوں پر عمل بھی کرتی ہے پھر ویدوں نے اگر دنیا کو کیا بخشا؟ یا تو یہہ ثابت کرو کہ جو قومیں وید کو نہیں مانتی ہیں انمیں نیکیاں بالکل مفقود ہیں اور یا کوئی امتیازی **نشان** بتاؤ؟

قرآن شریف کو جہاں سے شروع کیا ہے ان ترقیوں کا وعدہ کرلیا ہے جو بالطبع روح تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں **اھدنا الصراط المستقیم** کی تعلیم کی۔ اور فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما وہ صراط مستقیم جو ان لوگوں کی راہ ہے جنپر تیرے انعام و اکرام ہوئے۔ اس دعا کے ساتھہ ہی سورۃ البقر کی پہلی ہی آیت میں یہہ بشارت دیدی **ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین** گویا روحیں دعا کرتی ہیں اور ساتھہ ہی قبولیت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور وہ وعدہ دعا کی قبولیت کا قرآن مجید کے نزول کی صورت میں پورا ہوتا ہے۔ ایک طرف **دعا** ہے اور دوسری طرف اسکا نتیجہ موجود ہے۔ یہہ خدا تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو اسنے فرمایا مگر افسوس دنیا اس سے بے خبر اور غافل ہے اور اس سے دور رہ کر ہلاک ہورہی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو ابتدائی قرآن مجید میں متقیوں کے صفات بیان فرمائے ہیں انکو معمولی صفات میں رکھا ہے۔ لیکن جب انسان قرآن مجید پر ایمان لاکر اسے اپنی ہدایت کے لئے دستور العمل بناتا ہے تو وہ ہدایت کے ان اعلےٰ مدارج اور مراتب کو پالیتا ہے جو **ھدی للمتقین** میں مقصود رکھے ہیں قرآن شریف کی اس علت غائی کے تصور سے ایسی لذت اور سرور آتا ہے کہ الفاظ میں ہم اسکو بیان نہیں کرسکتے کیونکہ اس خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قرآن مجید کے کمال کا پتہ لگتا ہے۔

پھر متقی کی ایک اور علامت بیان فرمائی **وممّا رزقناھم ینفقون** یعنے جو کچھہ ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں یہہ ابتدائی حالت ہوتی ہے اور اسمیں سب شریک ہیں کیونکہ عام طور پر یہہ فطرت انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اگر کوئی سایل اس کے پاس آجاوے تو کچھہ نہ کچھہ اسے ضرور دیدیتا ہے گھر میں دس روٹیاں موجود ہوں اور کسی سایل نے آکر صدا کی تو ایک روٹی اسکو بھی دیدے گا یہہ امر زیر ہدایت نہیں ہے بلکہ فطرت کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں **ممّا رزقناھم ینفقون** عام ہے اس سے کوئی خاص شے روپیہ پیسہ یا روٹی کپڑا مراد نہیں ہے بلکہ جو کچھہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھہ نہ کچھہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔

انفاق کی دو صورتیں غرض یہ انفاق علم انفاق ہے اور اسکے لئے مسلمان یا غیر مسلمان کی بھی شرط نہیں۔ اور اس لئے یہ انفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک **فطرتی** دوسرا زیر اثر نبوت۔ فطرتی تو وہی ہے جیسا اگر میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ تم میں سے کون ہے اگر کوئی قیدی یا بھوکا آدمی جو کئی روز سے بھوکا ہو یا ننگا ہو آکر سوال کرے اور تم اسے کچھہ نہ کچھہ دے نہ دو۔ کیونکہ یہ امر فطرت میں داخل ہے۔ اور یہ بھی میںنے بتا دیا ہے کہ **ممّا رزقناھم** روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس میں داخل ہے جو علم سے دیتا ہے وہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے طبیب ہے وہ بھی داخل ہے مگر بموجب منشاء **ھدی للمتقین** ابھی تک اس مقام تک نہیں پہونچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خدا تعالیٰ کے لئے وقف کردے اور یہ **للّٰہی وقف** کہلاتا ہے۔

للّٰہی وقف اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہونچتا ہے تو اسمیں ممّا رہتا ہی نہیں کیونکہ جب تک وہ ممّا کی حد کے اندر ہے اسوقت تک وہ ناقص ہے اور اس علت غائی تک نہیں پہونچا جو قرآن مجید کی ہے لیکن کامل اسوقت ہوتا ہی جب حد سے بڑھے اور اسکا وجود اسکا ہر فعل ہر حرکت و سکون محض اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بھلائی کے لئے وقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ **ممّا رزقناھم ینفقون** کا کمال یہی ہے جو **ھدی للمتقین** کے منشاء کے موافق ہے۔

(باقی آیندہ)

مدرسہ کے متعلق نئی تجاویز

اس سال کے اخیر مین مدرسہ کیحالت خاص طور پر زیر بحث آچکی تھی پہلا سوال یہ درپیش تھا کہ آیا جس صورت مین ہمارے سلسلہ کی اصل غرض اشاعت و تبلیغ الاسلام و اظہار دین حقٌ ہے موجودہ مدرسہ کا قیام جس مین مروجہ تعلیم انٹرنس تک دیجاتی ہے کہانتک اس سلسلہ کے مقاصد کی تکمیل کا مؤید ہے - اور دوسرا سوال یہ تھا کہ آیا اسی مدرسہ کے ذریعہ سلسلہ کی اصل غرض بھی پوری ہوسکتی ہے یا نہین - یعنی یہ کہ یہان سے ایسے اشخاص نکلین جو اعلےٰ درجہ کے علوم عربیہ و دینیہ سے واقفیت رکھتے ہون اور دوسری طرف یوروپ کی کوئی سی زبان مثلاً انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ جانتے ہون تاکہ ان کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام نہ صرف ہندوستان مین رہے بلکہ ہندوستان سے باہر بھی ہوسکے ان دونون سوالون پر جماعت احمدیہ قادیان مین خوب بحث ہوچکی تھی مگر اخیر فیصلہ بموجب منشائے حضرت امام علیہ السلام ایام تعطیلات دسمبر تک ملتوی رکھا گیا تھا تاکہ اسوقت جب مختلف احباب مختلف احمدی جماعتون کے جمع ہوئے تو ان مین بھی ان ہردو سوالون کو پیش کرکے ان کی رائے لیجاوے اور ان سوالون کے ہر ایک پہلو پر غور کرنیکے بعد کوئی فیصلہ کیا جاوے - چنانچہ یہ امر تین دن برابر جلسہ مین پیش ہوتا رہا - اور بہت سے احباب نے اسپر بحث کرنے مین حصہ لیا - سوال اوّل کے متعلق یہ امر قرار پایا کہ اگرچہ مروجہ تعلیم اس سلسلہ کی خاص اور ممتاز اغراض مین سے ایک غرض نہ ہو مگر اس مین شک نہین کہ اس سلسلہ کے چھوٹے بچون کو ایسے طور پر تیار کرنا کہ وہ زمانہ کی طرح طرح کی زہریلی اثرون سے محفوظ اور اصول اسلام پر مضبوط اور قرآن شریف اور مسائل دینیہ سے واقف اور مخالفین کے اعتراضون کے جواب دینے کے قابل اور باطل اصولون کی تردید پر قادر ہون - اور پھر ساتھ ہی اسکے عملی زندگی انکی ایک سچے مسلمان کی ہو - یہ اس سلسلہ کی ایک خاص غرض ہے کیونکہ یہ بچے جب یہان سے تعلیم پاکر نکلین گے - تو خواہ وہ واعظ نہ ہون اور زبان عربی مین کامل مہارت نہ رکھتے ہون لیکن اس مین شک نہین کہ وہ ایسے مسلمان ہونگے جو دوسرے مسلمانون کیلئے اور غیر مسلمانون کے لئے نمونہ ہونگے - احمدی جماعت کا اور خود ان کا وجود ہی دوسرون کیلئے وعظ ہوگا - علاوہ ازین جماعت احمدی کی یہ ایک بڑی اور عظیم الشان ضرورت ہے کہ جس صورت مین یہ سلسلہ دن بدن ترقی کررہا ہے اور خدا تعالےٰ نے اسکو بڑی بڑی ترقیات دینے کا وعدہ ہے تو اس صورت مین اس سلسلہ کا اپنا ایک مدرسہ بھی ہونا چاہئے بلکہ کالج بھی ہونا چاہئے کیونکہ جس صورت مین دین کے لئے ایک جماعت کی ہی ضرورت ہے اور کل کی کل جماعت ایک ہی کام مین نہین لگ سکتی - تو اس صورت مین اپنے مدرسہ کے نہ ہونیکی حالت مین جماعت مجبور ہوگی کہ اپنے بچون کو دوسرے مدرسون مین بھیجے جیسے مشن کے مدرسہ یا سرکاری مدرسہ جہان نہ وہ تعلیم دین کی حاصل کرسکتے ہین اور نہ ہی زہریلی ہواؤن کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہین اور یہ امر ایک اتنی عظیم الشان جماعت مین سخت قابل افسوس ہوگا بلکہ اس جماعت کو تو ابھی اس کام کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ جیسے جیسے اسکی تعداد مین ترقی ہونی چاہئے جابجا مدرسے تعلیم کے لئے قائم ہوتے چلے جاوین اور مرکزی مقام مین ایک کالج یا یونیورسٹی ہو - پس ساری جماعت مین ایک مدرسہ کا بھی نہ ہونا ایک ایسا امر ہوگا جو اس جماعت کیلئے سخت افسوس کا موجب ہوگا - لہذا باتفاق رائے جلسہ یہ امر قرار پایا کہ ضروری ہے کہ دارالامان مین ایک مدرسہ سرکاری تعلیم دینے کے لئے اور سرکاری قواعد کے موجب چلنے والا تا مروجہ تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ احمدی جماعت کے بچے یہان رہ کر سچے احمدی بنکر دکھاوین اور دنیا کے ساتھ دین مین بھی ترقی کرین - چنانچہ اسکی عملی نظیرین اسوقت بھی موجود ہین کہ جو طالب علم یہان سے انٹرنس پاس کرکے نکلے ہین وہ اپنی عملی زندگی مین اور اپنے دینی ترقی مین کالجون مین ایک ایسا نیک نمونہ دکھارہے ہین جو واعظ سے بڑھکر کام دے رہا ہے - مگر اس ضرورت کو تسلیم کرنیکے ساتھ ہی منتظمین مدرسہ کے توجہ دلانے پر کہ باوجودیکہ پانچ سال کے عرصہ مین جماعت چند ہزار سے دو تین لاکھ تک پہونچ گئی ہے - مگر تعداد طلباء مین ویسی ترقی نہین ہوئی جسکی وجہ کسیقدر جماعت کی بے توجہی ہے - ان امور کے پیش کرنے پر کل جماعت نے باتفاق اس ضرورت کو بھی تسلیم کیا کہ کُل کی کل احمدی جماعت کا اور ہر فرد واحد کا جو اپنے آپکو اس جماعت مین سمجھتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچون کو کسی دوسرے مدرسہ مین تعلیم ندین بلکہ کل کے کل اسی جگہ تعلیم کے لئے بھیجین - کیونکہ جس صورت مین ضرورت قیام اس مدرسہ کی بھی ہے کہ احمدی جماعت کا اپنا مدرسہ ہو تو پھر اگر احمدی جماعت کل کی کل اپنے بچون کو اس جگہ بھیجنے کے لئے تیار نہین تو اصل غرض ہی مفقود ہوجاتی ہے چنانچہ جسقدر حاضرین اس جلسہ مین موجود تھے انہون نے سب نے اس ضرورت کو تسلیم کرکے یہ عہد کیا کہ وہ اپنے بچون کو اسی مدرسہ مین تعلیم کے لئے بھیجنے کا انتظام کرین گے اور اپنے دوسرے بھائیون کو بھی ترغیب دینگے - اور مجبور کرینگے کہ وہ اپنے بچون کو انٹرنس تک تعلیم کے لئے اسی جگہ بھیجین -

قبل اسکے جو مین دوسری تجاویز کو بیان کرون مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ ہر قسم کے بچون کے لئے جو یہان آئین گے - کیا انتظام سوچا گیا ہے - جو بچے بارہ سال کی عمر تک پہونچ گئے ہین وہ تو بورڈنگ ہوس مین زیر نگرانی دو سپرنٹنڈنٹون کے رہین گے جیسا کہ آج کل انتظام ہے - ہان لڑکون کی تعداد مین زیادتی کے ساتھ سپرنٹنڈنٹ اور رکھے جاسکتے ہین چھوٹے بچے جو زیادہ خبرگیری اور زیادہ نگرانی کے محتاج ہین اونکے متعلق حسب حیثیت دو قسم کا انتظام کیا جاوے گا - اول وہ جن کے والدین اپنے بچون کی پوری اور عمدہ نگرانی کے لئے کافی روپیہ دے سکتے ہین - انکے متعلق یہ تجویز کیگئی ہے کہ مدرسہ مین پڑھائی کے علاوہ ایک پرائکٹر یعنی الگ نگران انکا رکھا جاوے گا ہر پانچ یا چھ بچون پر ایک ایسا پرائکٹر موجود ہوگا جسکا یہ فرض ہوگا - کہ وہ ہر وقت ان بچون کے ساتھ رہے اور ہر طرح پر اسکی خبرگیری اعلےٰ تعلیم کے لحاظ سے - محبت کے لحاظ سے - کھانے کے لحاظ سے - ورزش وغیرہ کے لحاظ سے - وہ انکے لئے بطور ایک شفیق باپ کے ہوگا اور انکو بارہا موزون اوقات مین سیر کے لئے بھی لیجائیگا اور پھر پڑھائی مین بھی انکو مدد دے گا - یہ صورت ایسی ہوگی جیسپر والدین کو انشاءاللہ پورا اطمینان ہوگا - اور ہم امید کرتے ہین کہ ایسے آدمی جو اسطرح بچون کو اپنے بچے سمجھکر انکی تعلیم اور تربیت کا پورا پورا خیال رکھین - اور عمدہ طور پر شروع سے ان کی تربیت کرین ہمین بیسیون آجائین گے - چونکہ ایسا آدمی صرف ایک معقول تنخواہ پر مل سکتا ہے اسلئے شروع مین کم از کم تین ایسے طالب علم ہونگے تو یہہ انتظام بھی الگ ہوگا - اور تین روپیہ فی بورڈر کے حساب سے معمولی اخراجات کے علاوہ فیس لیجاوے گی مگر اس کی نگرانی کا انتظام خاص کیا جاوے گا یعنی ہر دس یا بارہ لڑکون کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ ہوگا - جو انکی صحت اور تربیت کا خیال رکھیگا مگر ان کی تعلیم وہ معمولی مدرسہ کی تعلیم ہوگی - بڑی عمر کے بچون کے لئے ایک وسیع بورڈنگ ہوس موجود ہے جس کے قواعد پہلے شائع ہوچکے ہین - البتہ اسقدر اور بیان کردینے کے قابل ہے کہ بعض احباب نے یہ کہا تھا کہ غربا اور عموماً زمیندار اسقدر بوجھ نہین اٹھا سکتے - سو اسکا علاج یہ ہے کہ اوّل تو بورڈنگ ہوس مین دو یا تین قسم کا کھانا پکتا ہے اور ہر ایک بورڈر کے لئے یہ امر اختیاری ہے کہ وہ جسقدر خرچ دے سکتا ہے اوسی قسم کا کھانا کھاوے - علاوہ ازین ہم یہ انتظام بھی کرسکتے ہین جیسا کہ بعض احباب کی خواہش تھی کہ زمیندارون کے لئے بجائے نقدی کے بچون کا خرچ آٹے دال اور گھی کی صورت مین دینا آسان ہوتا ہے - سو جو احباب پسند کرین وہ یہ انتظام کرسکتے ہین کہ اپنے بچون کا خرچ مثلاً چھ ماہ یا سال کا آٹے یا دانون اور گھی وغیرہ کی صورت مین یہان بھیج دیا کرین اس صورت مین ان کو خرچ خوراک کچھ نہ دینا پڑے گا - صرف زائد اخراجات مثل بالن وغیرہ اخراجات باورچی خانہ اور دھوبی وغیرہ کے خرچ یا فیس باقی رہ جائیگی - یہہ تجویز عموماً زراعت پیشہ احباب کے لئے بہت مفید ہوسکتی ہے -

مین یہ بھی کہنا چاہتا ہون کہ یہ ابتدائی سال ہے اور یہی وقت بچون کے بھیجنے کا ہے - جن احباب کے بچے کسی مدرسہ مین تعلیم پاتے ہون یا اگر تعلیم نہ پاتے ہون اور وہ انہین تعلیم دینا چاہتے ہون تو انہین چاہئے کہ فی الفور ماہ جنوری کے ختم ہونے سے پہلے انکو اس جگہ تعلیم کے لئے بھیجدین - ہمارے ملک مین ایک عجیب غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ بچون کی تعلیم کے لئے خرچ دینے مین والدین اکثر تنگدلی سے کام لیتے ہین اور ان کی شادیون وغیرہ کے وقت اسراف سے زیر بار ہوتے ہین سچ بات یہ ہے کہ وہ وقت انکی اپنی نمود کا ہوتا ہے ورنہ اگر صرف اولاد

کی بہتری منظور ہو تو بیاہ کا فکر کریں نگریں اوّل فکر عمدہ تعلیم کا ہونا چاہئے - یہ یاد رکھنا چاہئے کہ تعلیم کی غرض محض یہی نہیں کہ انٹرنس پاس کرکے نوکری کی تلاش میں لگ جائیں بلکہ ہر ایک انسان کے لئے کسیقدر تعلیم کا حاصل کرنا ضروری ہے - اور اسی لئے اس سال مدرسہ میں دوسری شاخ ایسی کھولی گئی ہے جس میں مروجہ تعلیم کو کم کرکے عربی اور دینیات کی تعلیم پر زور دیا جاوے گا اور اسکے ساتھ طب سکھائی جاوے گی یا کوئی اور پیشہ - مگر اس کے لئے ابھی کوئی انتظام نہیں اگر جماعت کو اسطرف توجہ ہوئی تو انشاءاللہ ایک دو سال میں سب انتظام خود بخود ہو جائیگا - جب ضرورت والے پیدا ہوتے ہیں تو سامان بھی اللہ تعالےٰ انکے لئے پیدا کر دیتا ہے - اگر قوم اس امر پر اتفاق کرلے کہ کل کے کل بچے قوم کے اسی جگہ تعلیم پاویں خواہ وہ مروجہ سرکاری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں اور خواہ اردو کی تعلیم کے ساتھ عربی اور دینیات کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہوں تو مدرسہ انشاءاللہ چندہی دنوں میں ایک حیرت انگیز ترقی دکھائیگا - ایام جلسہ میں تو اکثر احباب نے اسقدر زور اس تجویز پر دیا تھا کہ قوم کے کل بچے اسی جگہ تعلیم پاویں ...... کہ جو لوگ اپنے بچوں کے لئے یہاں نہ بھیجنے کی کوئی مجبوری بھی ثابت کریں - انپر بھی لازم ہوگا کہ جسقدر فیس مدرسہ کی کسی دوسری جگہ وہ دیتے ہیں اُسیقدر فیس اس مدرسہ میں بھی ادا کریں - چنانچہ ہمارے ایک معزز دوست نے اسیوقت اسپر عمل بھی کر دیا اور اپنے بچوں کی فیس ماہوار اس سکول میں داخل کرنیکا وعدہ کیا - مگر میں سمجھتا ہوں کہ سوائے شاذ و نادر حالات کے کوئی امر اس راہ میں روک نہیں ہونا چاہئے - کہ ہمارے احباب اپنے بچوں کو اسی جگہ تعلیم کے لئے بھیجیں -

یہ امر بھی قابل تذکرہ ہے کہ پچھلے سال کے اخراجات مدرسہ کے آٹھ ہزار روپیہ کے قریب ہیں مگر اس سال کئی قسم کے زائد اخراجات کو مدنظر رکھکر جو طلبا کے بڑھ جانے کیوجہ سے پیش آویں گے اور نیز دیگر وجوہات کے سبب پندرہ ہزار روپیہ کا بجٹ ہمارے معزز احباب نے جو اسجگہ جمع ہوئے تھے - تجویز کیا ہے - خرچ کے اسقدر بڑھ جانیکے کئی وجوہات ہیں اوّل یہ کہ مدرسہ کے سٹاف کو ضرورت زمانہ کے مطابق کرنیکے لئے انکا ٹرین کرانا اور بعض ٹرینڈ مدرسین کو لینا ضروری سمجھا گیا ہے جو ایک بڑی وجہ بجٹ خرچ کے بڑھ جانیکی ہوئی ہے - پھر دوسری وجہ عمارت ہے کیونکہ جس صورت میں کل جماعت کے بچوں نے اسی جگہ تعلیم حاصل کرنی ہے تو ضرور ہے کہ اس مطابق بورڈنگ ہوس کو بھی وسیع کیا جاوے - اور مدرسہ کی عمارت میں بھی توسیع کی ضرورت پیش آئیگی - تیسری ضرورت نئی شاخ دینیات کا کھلنا ہے - اور بھی بعض وجوہات ہیں جنکی تفصیل کی اسجگہ ضرورت نہیں -

اب میں ساری جماعت کو متوجہ کرتا ہوں اور ہر ایک شہر کی جماعت میں اسکے اعلےٰ ارکان اور کارکن ممبروں کی خدمت میں خاص طور پر عرض کرتا ہوں کہ جس صورت میں اس مدرسہ کا قیام محض اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جماعت کے بچے اس جگہ تعلیم حاصل کریں - اور اس مدرسہ کو جماعت احمدی کی اہم ضروریات میں سے ایک ضرورت قرار دیا گیا ہے تو اس ضرورت کو اب عملی طور پر تسلیم کرنا چاہئے زبان سے صرف اتنی بات کہدینے سے کہ اس مدرسہ کا قیام جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کچھ نہیں بنتا اب عمل کا وقت ہے - اگر آپ لوگ چاہتے ہیں - کہ آپ کے بچے سچے مخلص احمدی اور عملی زندگی میں دنیا کے لئے نمونہ بنیں - تو ان کی عمروں کو ضائع نہ کریں اسوقت آپ کے اہم فرائض میں سے جو اولاد کے متعلق ہیں یہ ہے کہ آپ ان کی تعلیم و تربیت کے اس پہلو کو اختیار کریں جس سے وہ آئندہ نسلوں کے لئے ہادی بنیں - اگر آپنے ان فرائض کو اسی حد تک محدود سمجھ لیا ہے کہ آپ ان سے اسقدر محبت کریں کہ وہ آپ سے جدا نہ ہوں تو آپ نے سخت غلطی کھائی ہے - ایک قوم جو اسوقت ہمہ تن دنیا میں مصروف اور دنیا پر جھکی ہوئی ہے وہ بھی اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کو اسقدر مقدم سمجھے ہوئی ہیں کہ ایک ماں کا اپنے چھوٹے سے پیارے بچہ کو تعلیم کی خاطر جدا کرنا کچھ بھی اسکو دشوار معلوم نہیں ہوتا - میں پھر کہتا ہوں کہ اولاد سے ایسی محبت کرو جس سے انکی آئندہ زندگی سنورے اور ایسی محبت نہ کرو جو ہمیشہ کے لئے انکو تباہ کرنے والی ہو - یہ تو وہ وقت تھا کہ اگر یہاں دنیوی تعلیم کا کوئی انتظام نہ بھی ہوتا تو بھی آپ لوگ اپنے بچوں کو اسجگہ بھیجتے - ان دنوں کو غنیمت سمجھو کہ خدا کا برگزیدہ مسیح ابھی تمہارے اندر ہے - وہ تمہارے بچے کیسے خوش قسمت ہوں گے - جو آئندہ یہ کہہ سکینگے کہ ہمنے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم پائی ہوئی ہے اور اس کی مجلسوں میں اکثر بیٹھے ہیں اور اسکی پر حکمت گفتگوؤں کو سنا اور اس کے کامل نمونہ کو دیکھا ہے - دوستو میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے صدق دل سے کہتا ہوں کہ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئیگا - پھر اس وقت قادیان میں وہ عجیب انسان موجود ہے جسکے درس قرآن کے سننے پر آئندہ نسلوں کو فخر ہوگا - پس خدا کی ان نعمتوں کی قدر کرو اور سستی اور کاہلی اور جھوٹی محبتوں سے اپنی اولاد کی عمر کو ضائع مت کرو - اگر تم نے اولاد کے بارے میں یہ فرض ادا کر دیا تو وہ اولاد تمہارے لئے ابدی خوشی کا موجب ہوگی - ورنہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد کیسی نکلے اور کیا کام کرے اپنی طرف سے کوشش کرو - اور پوری سعی کرو کہ تمہاری اولاد نیک بنے نیک صحبت میں رہے پھر دل خدا کے ہاتھ میں ہے - وہ جسطرح پر چاہے انکو چلا دے -

اخیر میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتدائے سال ہے اور یہی وقت ہے جو لڑکوں کو یہاں بھیجنا زیادہ مفید ہے تاکہ شروع سال سے ان کی تعلیم ہمارے کورس کے موافق ہو اور تاکہ انکی دینی تعلیم کی کمی پورا کرنیکے لئے کافی وقت ملے - نیز صاحب انسپکٹر کا معائنہ مدرسہ بھی ۱۴ فروری کو ہے - میرا دل چاہتا ہے کہ اسوقت تک احمدی جماعت کے تین چار سو لڑکے یہاں موجود ہوں اس سے جماعت کی عمدہ حالت کا اثر ہر دل پر پڑتا ہے -

دوسرے سوال کا جواب میں ایک حد تک تو دے آیا ہوں یعنی واعظین اور مبلغین کی ایک جماعت پیدا کرنیکے لئے یہ مدرسہ کہانتک کام دیسکتا ہے - اس کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ پنجم پرائمری تک تو تعلیم مشترک رہے - اسکے بعد دو شاخیں مدرسہ کی ہوں ایک مروجہ تعلیم کی شاخ جسکے ساتھ لڑکوں کی برداشت کے موافق عربی اور دینیات کی تعلیم لازم ہوگی اور دوسری دینیات کی شاخ اس دینیات کی شاخ کو ہم بہت ترقی دینا چاہتے ہیں - اور اس کے متعلق یہ تجویز ہے کہ یہاں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو علم دینیات کو پورے طور پر حاصل کریں اصول علم کلام سے پورے واقف ہوں اور عربی زبان میں اسقدر مہارت رکھتے ہوں کہ اس زبان میں لکچر دے سکیں - اور مضمون لکھ سکیں پھر اس کے ساتھ دو صورتیں ہوں جو لوگ صرف اس ملک کے لئے بطور واعظ تیار کئے جاویں انکو اسقدر عربی اور دینیات کی تعلیم کے ساتھ طب سکھائی جاوے یا بعض اور پیشے اور سنسکرت وغیرہ زبانیں بھی سکھائی جاویں - اور جو لوگ بیرونی ممالک کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو کوئی ایک یورپ کی زبان جیسے انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ یا جو لوگ جاپان کے لئے تیار کئے جاتے ہوں - انکو جاپانی - علےٰ ہذا القیاس -

لیکن ان سب تجویزوں کی تکمیل کے لئے بہت سا وقت اور روپیہ اور کارکن آدمی درکار ہیں جنکی ہم خدا کے فضل سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آہستہ آہستہ ہمیں میسر آجاویں گے - اگر جماعت نے اسطرف پوری توجہ کی تو یہ امور چنداں مشکل نہیں ہیں - بالفعل کام کو ہم نے شروع کر دیا ہے - یعنے اول جماعت دینیات کی کھول دی ہے - اگر خدائے تعالیٰ قوم کے دلوں میں ڈالے اور وہ ہمہ تن اس مدرسہ کی اعانت میں مصروف ہو جائیں - کیا مالی امداد سے اور کیا بچوں کے بھیجنے سے - تو امید کی جاتی ہے کہ ان سب تجاویز کی تکمیل چند ہی سال میں ہو جاوے -

وما توفیقنا الا باللہ

میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر ضائع نہ جاوے گی - اور نیز وہ احباب جو جلسہ پر وعدے کر گئے ہیں - اپنے وعدوں کو پورا فرماویں گے - اور دوسرے احباب کو پورے زور سے تحریک کریں گے - اگر کوئی صاحب ایسے ہوں جنکو کوئی خاص قسم کی روک بچوں کے یہاں بھیجنے میں ہو تو وہ بذریعہ خط و کتابت ایسے امور کو طے کر سکتے ہیں -

اس معاملہ میں کل خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ہونی چاہئے -

(والسلام)

محمد علی

۱۴ - جنوری ۱۹۰۶ء

مراسلت

بدھ مذہب ایک دیانندی کی نظر سے

الحکم نمبر ۴۴ جلد ۹ مین ہمارے ایک محترم بھائی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی نے واقعات کی بناپر اسلامی نکتہ خیال سے بدھ کی تعلیم کو نیکی پر مبنی پاکر اسکی واجبی تعریف کی تھی۔ اسپر لاہور کے آریہ گزٹ نے (جو گوشت خور پارٹی کا آرگن ہے) ۲۸۔ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین ایک نوٹ لکھا ہے جس مین اصل واقعات کو چھپانے کی بے سود سعی کی گئی ہے ہمین افسوس ہے ست کو گرہن کرنیکے لئے سرو رادت رہنے والے مہاشہ کو اس چال چلنے کی کیا حاجت پیش آئی۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً انکی اس کارستانی کی حقیقت کو طشت از بام کردیا جاوے۔

قولہ - مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین۔

اقول - آریہ گزٹ کے واقف کار اور باخبر ایڈیٹر کی نسبت (جو کہاجاتا ہے کہ ایم۔ اے ہین) ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہون نے ایک ایسا دعوی کیا ہے جو اپنی کمزوری اور بیہودگی کا خودہی شاہد ہے۔ ہم خوب جانتے ہین کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ الحکم کو باقاعدہ پڑھتے ہین پس اگر وہ اسلامی تصنیفات کا مطالعہ نہین کرسکتے تھے تو یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ الحکم ہی مین انہون نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ مضامین پڑھے ہونگے۔ جن مین حضرت کرشن - جناب سری رام چندرجی مہاراج کی بڑی تعریف کی گئی تھی اور انہین واجب الاحترام بزرگ تسلیم کیا گیا ہے۔ الحکم نمبر ۳۷ جلد ۸ مطبوعہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء مین ایک تفصیلی مضمون مولوی عبدالعزیز لکھنوی کی کتاب بشارات احمدی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔

کاش آپ ان مضامین کو مدنظر رکھتے تو آپ کو حق پوشی کا جواب دہ ہونا نہ پڑتا۔ آپ اپنے چوتھے اصول کو مدنظر رکھکر اپنے اس جملہ پر غور کرکے بتائین کہ کیا آپ نے مسلمانون پر اتہام لگایا ہے یا محض ناواقف تھے؟ اور اگر ناواقف تھے تو آپ کو یہ حق کیونکر پیدا ہوا۔ کہ بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی کرین۔

آریہ گزٹ کے مطالعہ سے ہمین ایک اور امر بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندو لفظ جسپر پنڈت دیانندجی صاحب چڑتے ہین اور مسلمانون سے نفرت پھیلانے کی پولیسی کو اسی لفظ کی تہ مین انہون نے چھپایا تھا آریہ گزٹ کا ایڈیٹر بڑے شوق سے اس لفظ کو ہمیشہ استعمال کیا کرتا ہے اس کی تہ مین کیا راز ہے؟

اصل یہہ ہے کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ہندوون کو مسلمانون سے ہمیشہ بدظن کرنے کی پالیسی کو مدنظر رکھتا ہوا یہہ نوٹ لکھتا ہے۔ اور اس نوٹ کے ذریعہ اصل مقصد اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوؤن پر ظاہر کرے کہ گویا مسلمان ہمیشہ ہندوؤن کے بزرگون کی ہتک کرتے آئے ہین کیونکہ اس کا یہ جملہ کہ

"مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین"

حالانکہ یہ ایسا سیاہ جھوٹ ہے کہ اسکی نجاست سے دل و دماغ متعفن ہوجاتا ہے مگر ہمارا عالی دماغ ایڈیٹر آریہ گزٹ اس کی پروا نہین کرتا۔

اچھا صاحب! مسلمانون نے اگر تعظیم نہین کی۔ تو شاید آریہ سماج کے بانی رشی دیانند نے (جو اپنی تہذیب نہین ویدک تہذیب کے خاص نمونہ ہین) ان ہندو بزرگون کی خوب تعریف کی ہے کیا آپ اس سے بھی واقف ہین یا نہین؟ تمہین ست و دیاؤن کی پستک کی قسم اور آریہ سماج کے چوتھے اصول کی قسم سچ بتانا؟ اور اگر آپ کو خبر نہین تو ہم آپ کو رشی کا واک خود سنا دیتے ہین۔ ذرا آریہ گزٹ مین چھاپ دو تاکہ بھولے بھالے ہندوؤن کو معلوم ہوجاوے کہ انکے بزرگون کی ہجو ہی کا شاگرد رشی دیانند کیسے کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

بھاگوت کے مصنف کی نسبت یون گوہر افشانی کرتے ہین دیکھو ستیارتھ پرکاش دوسرا اڈیشن صفحہ ۳۲۳

واہ رے واہ بھاگوت کے بنانیوالے لال بوجھکڑ کیا کہنا تجھکو ایسی ایسی متھیا باتین لکھنے مین ذرا بھی شرم وحیا نہ آئی۔ پنڈت اندھا ہی بنگیا۔ پھر ستیارتھ صفحہ ۳۳۳ مین درگا پاٹھہ کو جسے ہندو متبرک سمجھتے ہین اسطرح لتاڑا ہی دیکھئے کیا ہی اسبھو کتھا کا گپوڑہ بھنگ کی لہر مین اڑایا جسکا ٹھور نہ ٹھکانا۔

اب ہم خاص مہاتما بدھ کی نسبت رشی جی سناتے ہین اسکے اپدیش منجری صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے کہ "غازی پور شہر مین راجا کا لڑکا پیدا ہوا جو آخر کار بدھ بنا اسنے ویدون کی مذمت شروع کرکے براہمنون کے ظلم سے دیگر کل ورنون کو نجات دلانے کا راستہ نکالا"

ناظرین اب سمجھ گئے ہونگے کہ بدھ ویدک دہرم کا دشمن اور وحدانیت کا حامی تھا جیسا کہ ہمارے بھائی اکبر شاہ نے بیان کیا ہے۔ ایسی صورت مین جبکہ بدھ ویدون کی مذمت کرنے والا تھا اسے ہندوؤن یا دیانندیون کا بزرگ کہکر پکارنا آریہ گزٹ کی بے علمی کی دلیل ہے چونکہ ہمارے بھائی اکبر شاہ نے بدھ کو ہند کا مصلح و ریفارمر ثابت کیا ہے اور خدا کیطرف سے اسکا مرسل ہونا بیان کیا ہے جس سے کہ آریہ گزٹ کو بھی جائے انکار نہین اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آریہ گزٹ کے اپنے بیان سے ہی اسکا سچا مرسل ہونا ثابت کرین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ جس کتاب کی وہ بقول دیانند مذمت کرتا تھا۔ وہ سچی پاکیزگی اور وحدانیت و روحانیت سے گری ہوئی تھی جبھی تو وہ ایسے وقت مین بھیجا گیا۔ تاکہ ایسی بداخلاقی کے منبع کو درست کرے۔ اسی لئے اسکا بدھ شاستر مین یہ قول پایا جاتا ہے۔ کہ چونکہ ان کے (ویدون کے) وقت کی میعاد غلط ہے اور ان مین پرمیشور کے نشان نہین ہین اور وہ خلاف عقل ہین اسلئے وید پرمیشور بانی نہین ہوسکتے (بدھ شاستر ادھیائے ۲ سوترا) بدھ کی اس تعلیم اور لالہ دیانند کے اس عقیدہ کے خلاف اب آریہ گزٹ بدھ کو ویدک دہرم کا پیرو ثابت کرکے اسکی تعلیم کو ویدون کے مطابق ثابت کرنا چاہتا ہے جو بالکل جنونی خیالات ہین۔ بھلا ویدون کی مذمت کرنے والا اور ان کو پرمیشور کے نشانات سے خالی ماننے والا کیسے ویدک دہرم کا پیرو کہا جاسکتا ہے مگر نہین دیانندی صاحبان کے نزدیک ایسے ایسے ہتھکنڈے کوئی نئی بات نہین چنانچہ آریہ گزٹ ۲۲۔ جون ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۷ پر بدھ کو ویدون کا پیرو مانکر عجیب عجیب بے تکی ہانکین لگاتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہی۔ کہ گوتم بدھ بھی ویدک خیالات کا مخالف نہ تھا۔ وہ اپنے آپکو آریہ اور اپنے طریق کو آریہ دہرم کہتا تھا جہانتک روایتون سے تعلق ہے اسنے کسی موقع پر بھی ویدک تعلیم کی تردید نہین کی (چہ خوب اگر بقول رشی دیانند وید کے مذمت کرنے والے سچے آریہ ہوتے ہین تو ہم آریہ گزٹ کو مبارکباد دیتے ہین کہ ہم سب سے پہلے اس خیال کے آریہ ہین۔ اور ویدون کی تعلیم سے نفور ہین۔ اگر آریہ دہرم کی یہی تعریف ہے تو سناتن دہرمی سچے ہین جو کہتے ہین کہ دیانندی بجائے ویدون کی حمایت کے ان کی تردید کرتے ہین۔ ممکن ہے کہ ان کی یہ بات درست ہو اور کئی دیانندیون کے دل مین سچے آریہ پن (مذمت وید) کا بیج موجود ہو) پھر وہ لکھتا ہے کہ ہم اپنے طور پر بدھ کو ویدک طریق سے منحرف نہین پاتے اسکے آریہ پورش کے غیر آریہ شاگرد پیرو کار بعد کو برہمنون کی مخالفت سے تنگ آکر ظاہر ظہور ویدون کا کھنڈن کرنے لگے۔ (یہان تو آریہ گزٹ نے پنڈت دیانند کو بالکل دروغگو ہی ثابت کردیا) اس سے آگے آریہ گزٹ نے صاف الفاظ مین مان لیا ہے کہ بدھ صرف آریہ قوم کی اخلاقی اصلاح اور طرز معاشرت کے سدہار کے لئے آیا تھا۔ (جو ویدون کی بداخلاقی کی تعلیم کے باعث بہت بری حالت مین تھے)

چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ بدھ مذہب ایک قسم کا ایسا فرقہ یا آرڈر کی حیثیت مین نکلا تھا۔ جسنے سوسائٹی کی اخلاقی اصلاح اور آریہ قوم کی طرز معاشرت کے سدہار کا بیڑا اٹھایا تھا اور اس نے اپنا کام اس حد تک ضرور کیا۔ جو لوگ بدھ سے پہلے زمانہ کی تواریخ سے واقف ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ وہ زمانہ انسانی تہذیب کے ہر پہلو سے بالکل گرا ہوا تھا۔ انسان کے سفلی جذبات نشوونما پاکر اسقدر مضبوط بن گئے تھے۔ کہ ان کا مقابلہ کرنا مشکل کام تھا عیاشی تن پروری۔ بدکاری کا بازار گرم تھا۔ مذہب جس کا فرض تھا کہ اسکی مزاحمت کرتا ریاکاری سے تبدیل ہوکر تائید کا دم بھرنے لگا۔ پوجاری ناعاقبت اندیش خودنفسی اور خودغرضی کے نشہ مین بدمست ہوکر شراب خواری اور عیاشی کی مکروہ زندگی کو تقدیس و اتقا کا جامہ پہنانے لگے۔ حق و باطل کی تمیز جاتی رہی۔ سچ جھوٹ کے درمیان کا امتیاز پردہ اٹھہ گیا۔ عالم جاہل ایک صنع پر آگئے اور اگر گوتم بدھ کے ایسے زوردار چمک کا سورج آریہ ورت کے کثیف آسمان پر آکر نہ چمکتا تو ہم نہین کہہ سکتے۔ اس تاریکی اور جہالت کا نتیجہ (جو ویدکی پیروی کے باعث پھیل رہی تھی (ناقل)) اورکسقدر وسیع مضر اور دنیا مین بربادی پھیلانے والا ہوتا۔ انسان خودغرضی کے ہاتھون غلام بنے ہوئے تھے۔ شرم حیا کا ان

مین نام ونشان بھی نہین تھا (نیوگی تعلیم کا نتیجہ۔منظور) سب لوگ ظلم و بدعت سے پناہ مانگ رہے تھے۔ مگر پناہ نہین ملتی تھی ایشور کے بندے اس ناپاکی (وید کی تعلیم کی۔منظور) و تعفن سے نجات چاہتے تھے مگر نجات کا ذریعہ پیدا نہین ہوا تھا حق پرستون نے دعا کا ہاتھ نہ اٹھایا۔ (یہ حق پرست ضرور موحد ہونگے کیونکہ دیانندی عقیدے مین دعا باطل ہے۔ اسلئے کہ گذشتہ کرمون کا پھل مانا جاتا ہے جس مین ایشور کا دخل نہین منظور) پرماتما نے ان کی دعا سنی (موحدون کی کیون نہ سنتا۔ اس زمانہ کا حال بھی ایسا ہی ہوگیا ہوگا۔ جیسا کہ اب ہے جبکہ ویدک نیوگ وباپ بیٹی کی مجامعت کے استعارات کا زور شور سے پرچار ہو رہا ہے اور حد درجہ کی بداخلاقی کی تعلیم۔ دی جارہی ہے۔ عورتون اور مردون کو کھلم کھلا بیحیائی کی تعلیم پر فریفتہ کیا جارہا ہے کہ نکاح کی مانند اس حرامکاری سے بھی شرم وحیا نہ کی جاوے ایسے وقت مین خدا نے حق پرستون کی دعا سن لی اور ایک مرسل خدا کیطرف سے ایسی برائیون سے دنیا کو رہائی دینے کے لئے آگیا جو گوتم بدھ کی مانند زور شور سے دعوت دے رہا ہے کہ ویدون کی میعاد غلط ہے ان مین ایشور کے نشانات ہرگز نہین پائے جاتے اور وہ بالکل خلاف عقل ہین۔ ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ دیانندیون مین سے کتنے اس حق پرست کے پیرو بنتے ہین۔منظور) اُسنے (یعنی گوتم بدھ نے) ثابت کر دکھایا کہ سلطنت عصاء شاہی۔ خنجر بران و زبردستی مین نہین ہے بلکہ انسانی محبت حلم اور بردباری شیرین بیانی اور اخلاق سے انسان۔ انسان کے دل کو تسخیر کرکے اسپر حکومت کرسکتا ہے (یہی تعلیم موجودہ زمانہ کے ہادی حضرت اقدس جناب مسیح موعودؑ کی ہے) گوتم بدھ کا نمونہ بلا کا نمونہ تھا ایک نور کا لمعہ تھا جسنے بجلی کے کوندے کی طرح چمک کر دنیا کو نورٌ علےٰ نور کر دیا (یہی موجودہ زمانہ کے مرسل کی نسبت دیکھ لین)

مندرجہ بالا آریہ گزٹ کے اقتباس ظاہر کر رہے ہین کہ درحقیقت بدھ ہند کا مرسل تھا جس نے وید کی بداخلاقی کی تعلیم کے مقابلہ پر حسن اخلاق ومحبت کی تعلیم پھیلائی پھر ایسے نیک انسان کو دیانند کی مانند برا بھلا کہنا نیک انسانون کا کام نہین ہو سکتا

بدھ مذہب پر ہندوؤن کا ظلم

اس عنوان کے تحت مین آریہ گزٹ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بدھ مذہب والے مسلمانون کی سختیون کے باعث جلاوطن ہوئے نہ کہ ہندوؤن خصوصًا شنکر اچاریہ کے ظلم کے باعث۔ مگر ہم اپنی طرف سے کچھ ایزادی نامناسب سمجھتے ہین صرف ہندوؤن (آریون) اور بدھون کے باہمی تعلقات کو آریہ گزٹ کے مسلمہ رشی دیانند کے الفاظ مین بیان کرکے اس سے دریافت کرتے ہین کہ وہ اپنی تحریر کہ "انہون نے (ہندوؤن نے) ایک معصوم فرقہ پر اسقدر ظلم کیا ہوگا" کو پنڈت دیانند کی تعلیم سے معصوم ثابت کر دکھائے۔ چنانچہ پنڈت دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۲۵ پر لکھا ہی۔

کہ وہ ویدون کی بھی مذمت کرنے لگے اوس کے پڑھنے پڑھانے یگیو پویت وغیرہ اور برہمچریہ وغیرہ اصولون کو بھی تباہ کیا جہان جتنی کتابین وید وغیرہ کی پائین ان کو تلف کیا آریون پر بہت سا حکومت کا زور بھی چلایا تکلیف دی۔ وید کے پیروؤن کی بےعزتی کرنے اور طرفداری سے سزا بھی دینے لگے۔

یہ حال تو بدھون کے ظلمون کا تھا جو یہ معصوم فرقہ ہندوؤن (آریون) پر کرتا۔ اب دوسری طرف ملاحظہ کیجئے کہ ہندوؤن نے زور پاکر بدھون کی کیسے خبر لی۔ گو ہندوؤن کی زیادتی کے واقعات دیانند نے بہت کچھ چھپانے کی کوشش کی ہے مگر اس کی تحریر سے منصف مزاج ٹھیک نتیجہ اخذ کرسکتا ہے وہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۲ پر لکھتا ہے کہ بعد مباحثہ کے ان کے پنڈت اور سودہنو راجہ نے ویدمت کو قبول کرلیا پھر بڑا شور وشر ہوا۔ پھر اس سے آگے چلکر لکھتا ہے کہ اب جتنے بت جینیون کے نکلتے ہین وہ شنکر اچاریہ کے وقت مین ٹوٹے تھے۔ اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہین وہ جینیون نے زمین مین گاڑ دیے تھے کہ توڑے نہ جائین۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت جینیون پر سلطنت کی طرف سے دباؤ ان بتون کے توڑنے پر دیا جاتا تھا جبھی تو وہ چھپانے پر مجبور ہوگئے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی دباؤ کیوجہ سے کئی جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے۔

پھر دیانند لکھتا ہے کہ

جینیون کے مندر شنکر اچاریہ اور سودہنو راجہ نے نہین تڑوائے تھے کیونکہ ان مین وید وغیرہ کی پاٹ شالائین بنانے کا ارادہ تھا

اس حوالہ نے آریہ گزٹ کی بالکل پول ہی کھول دی۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہو رہا ہی کہ جینیون کے مندرون پر قبضہ کرلیا گیا تھا تاکہ ان کو پاٹھ شالائین بنایا جاوے مگر وہ تڑوائے نہ گئے تھے۔ اب اس سے زیادہ ظلم ایک قوم پر کیا ہوسکتا ہے کہ ان کے معبدون پر قبضہ کرلیا۔ جاکر ان کو بیدخل کر دیا جاوے انہی بواعث سے جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے جو آریہ گزٹ کا بےخبر ایڈیٹر مسلمانون کے ذمہ لگا رہا ہے۔

مندرجہ بالا حوالجات دیانندیون کی مسلمہ کتب سے ہین اب ہم ایک ہندو کی بنائی ہوئی تواریخ آئینہ تاریخ نما سے حوالہ دیکر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ آریہ گزٹ کا یہ لکھنا کہ بدھون کی جلاوطنی کا باعث مسلمانون کا ظلم تھا بالکل خلاف واقعہ اور جھوٹ سے پُر ہے۔

(آئینہ تاریخ نما حصہ تیسرا صفحہ ۱۹) راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند نے لکھا ہے کہ شنکر اچاریہ نے تمام ہندوستان کے راجاؤن کے دربارون مین بحث علمی کرکے غیر مذہب والون کو خوب درست کرلیا تمام راجہ لوگ سوامی جی کے دین مین داخل ہوگئے مثل مشہور ہے کہ **الناس علےٰ دین ملوکھم** پس بدھ پرست جو رہ گئے تھے سب تمام ہندوستان سے نکالی گئے یا وید کے پیرو بنالیے گئے۔ بدھ کے بہار اور ستوپ اور مندر سب توڑے اور پھونکے گئے۔

اب ایسے حوالون کے ہوتے ہوئے مسلمانون پر جلاوطنی کا الزام لگانا سراسر تحکم ہے۔ مسٹر دہرم پال صاحب نے صاف طور پر مسلمانون کا نام نہین لکھا جس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ انہی بزور شمشیر پھیلانے کا الزام ویدک مت پر قایم کیا ہے نہ کہ اسلام پر۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالون سے ظاہر ہے۔ امید ہے سچائی کا شائق آریہ گزٹ اپنی گریبان مین منہ ڈالکر اپنے بزرگون کے اعمال سے ضرور شرمندہ ہوگا۔ اگر اوس نے واقعات کی بنا پر لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہم بھی اسپر مزید لکھنے کو طیار ہین۔

مین مندرجہ بالا مضمون لکھ چکا تھا کہ مجھے الحکم ۱۰۔ اگست ۱۹۰۳ء ۶ ۲۹ جلد ۷ صفحہ ۱۷ پر ایک نہایت عمدہ مضمون بدھ کے بارہ مین نظر پڑا جو اسی ہمارے مہاتما آریہ گزٹ کے ایک نوٹ جسے ہم آریہ گزٹ کے اصل نوٹ اور الحکم کے ریمارک کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین کیونکہ اوس سے بہت سے نیک دل آدمیون کو فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ وہ مضمون یہ ہے۔

وید۔ بدھ۔ وام مارگ اور نیوگ

لاہور کی کلچرڈ آریہ سماج کا آرگن آریہ گزٹ اپنے ایک ریمارک مین لکھتا ہے کہ "آریہ ورت کے زمانہ تنزل کے مشہور ریفارمرون مین سے مہاتما بدھ ایک مشہور ریفارمر ہوئے ہین جنہون نے وام مارگ کی مہان اندھیاری راتری (شب تار) مین جنم لیکر ایک غیر معمولی تپ کی شعاعات اپنے خیالات کے پرچار کا کام آرمبھ کیا اور وام مارگ کی نہایت درجہ کی فحش اور غلط تعلیم کے اثر سے بہارت نواسیون کو بچاکر ان کو نفس کشی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی۔ اور چونکہ اس تعلیم وام مارگ کی ناپاک تعلیم کو ویدون سے منسوب کیا جاتا تھا اسلئے مہاتما بدھ نے مصلحت وقت دیکھ کر یہ مناسب سمجھا کہ جب تک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا۔ اور نہ ہی یہ لوگ ویدون کو اپنا پستک مانتے ہوئے میری تعلیم پر عمل کرنے کیلئے آمادہ ہونگے" (کاش انیسوین صدی کا لنگوٹ بند ریفارمر بھی اسی اصول کو مدنظر رکھتا ہوا لوگون کو ویدون سے علیحدہ ہونے کی تعلیم دیتا تو راہ مستقیم پر آگئی ہوتی اور اتنے جھگڑے برپا نہ ہوتے۔منظور)

الحکم کا اسپر ریمارک

آریہ گزٹ کوشش کرتا ہی کہ کسی طرح وید کے ماتھے سے اس کلنک کے ٹیکہ کو دور کرے جو وام مارگ کی ناپاک تعلیم کا لگا ہوا ہے مگر یہ کوشش بےسود اور محض بیہودہ ہے دراصل بودھ کو اس امر کی پڑتال اور تحقیقات کا خوب موقع حاصل تھا کہ وہ دریافت کرے کہ آیا یہ ناپاک اور فحش تعلیم ویدون سے نکلی ہے یا نہین؟ اور اس نے تحقیق کرلیا تھا کہ یہ گندی تعلیم فی الحقیقت ویدون ہی کی تعلیم کا کرشمہ ہے ورنہ وہ کبھی یہ نہ کہتا

"کہ جبتک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس وقت تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا" آریہ گزٹ وام مارگ کی تعلیم کو تو کہتا ہے کہ ویدون مین حالانکہ مہاتما بدھ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوا تھا مگر ہم آریہ گزٹ سے پوچھتے ہین کہ کیا نیوگ کی تعلیم بھی ویدون مین نہین ہے؟ اور اگر خدانخواستہ اس تعلیم پر عملدرآمد شروع ہوجاوے تو وہ زمانہ وام مارگ کی شب تار سے بھی بڑھکر خطرناک تاریک ہوگا۔ اسوقت معلوم ہوگا کہ کیا اس تاریکی سے نجات بجز ویدون کے چھوڑنے کے ممکن ہوسکتی ہے؟ حقیقت مین نیوگ جیسے حیاسوز اور غیرت کش مسئلہ کے ہوتے ہوئے آریہ سماج اخلاقی تعلیم دینے سے بالکل قاصر ٹھہرتا ہے اور جب لوگ ویدون کو پڑھنے لگینگے تو وہ خود بخود انہین نتائج پر پہنچینگے جن پر مہاتما بدھ پہونچا تھا اور یہ آریہ سماج